الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 21 — جمعۃ المبارک 28 نومبر 2014ء — 05 صفر 1436 ہجری قمری ❁ 28 نبوت 1393 ہجری شمسی — شمارہ 48

مظلوم کی دادرسی کا اجر

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مظلوم کی داد رسی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے 73 بخششیں لکھ دیتا ہے جن میں سے ایک بخشش دنیا میں اس کے تمام امور کی اصلاح کی ضامن بن جاتی ہے اور باقی 72 قیامت کے دن اس کے درجات کی بلندی کا موجب بن جائیں گی۔

(مسند ابو یعلیٰ جلد 7 صفحہ 255 حدیث نمبر 4266)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دسویں محرّم کو شربت و چاول وغیرہ کی تقسیم

قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے سوال کیا کہ محرم دسویں کو جو شربت و چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ لِلّٰہ بہ نیت ایصال ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے؟

فرمایا: ’’ایسے کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم و بدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتدا میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کر لیا ہے اس لئے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائد باطلہ دُور نہیں ہوتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 214-213۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

نماز جمعہ

یہ مسئلہ پیش ہوا کہ دو احمدی کسی گاؤں میں ہوں تو وہ بھی جمعہ پڑھ لیا کریں یا نہ؟ حضورؑ نے مولوی محمد احسن صاحب سے خطاب فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ دو سے جماعت ہو جاتی ہے اس لئے جمعہ بھی ہو جاتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ’’ہاں پڑھ لیا کریں۔ فقہاء نے تین آدمی لکھے ہیں۔ اگر کوئی اکیلا ہو تو وہ اپنی بیوی وغیرہ کو پیچھے کھڑا کر کے تعداد پوری کر سکتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 214۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

سوال پیش ہوا کہ نماز جمعہ کے واسطے اگر کسی جگہ صرف ایک دو مرد احمدی ہوں اور کچھ عورتیں ہوں تو کیا یہ جائز ہے کہ عورتوں کو جماعت میں شامل کر کے نماز جمعہ ادا کی جائے؟ حضرت نے فرمایا کہ ’’جائز ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 349۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن روزہ

’’ایک شخص کا سوال حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن روزہ رکھنا ضروری ہے یا کہ نہیں؟ فرمایا: ضروری نہیں ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 215-214۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

دکانداری میں مشکلات

ایک شخص نے عرض کی کہ مَیں ایک گاؤں میں دکان پر گُڑ شکر بیچتا ہوں۔ بعض دفعہ لڑکے یا زمینداروں کے مزدور اور خادم جا کر کپاس یا گندم یا ایسی شئے لاتے ہیں اور اس کے عوض میں سودا لے جاتے ہیں جیسا کہ دیہات میں عموماً دستور ہوتا ہے لیکن بعض لڑکے یا چاکر مالک سے چوری ایسی شئے لاتے ہیں۔ کیا اس صورت میں ان کو سودا دینا جائز ہے یا کہ نہیں؟

فرمایا: ’’جب کسی شئے کے متعلق یقین ہو کہ یہ مال مسروقہ ہے تو پھر اس کا لینا جائز نہیں۔ لیکن خواہ مخواہ اپنے آپ کو بدظنّی میں ڈالنا امر فاسد ہے۔ ایسی باتوں میں تفتیش کرنا اور خواہ مخواہ لوگوں کو چور ثابت کرنے کی کوشش کرنا دکاندار کا کام نہیں۔ اگر دکاندار ایسی تحقیقاتوں میں لگے گا تو پھر دکانداری کس وقت کرے گا؟ ہر ایک کے واسطے تفتیش کرنا منع ہے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ گائے ذبح کرو۔ بہتر تھا ایک گائے پکڑ کر ذبح کر دیتے، حکم کی تعمیل ہو جاتی۔ انہوں نے خواہ مخواہ اَور باتیں پوچھنی شروع کیں کہ وہ کیسی گائے ہے اور کیا رنگ ہے؟ اور اس طرح کے سوال کر کے اپنے آپ کو اَور دقّت میں ڈال دیا۔ بہت مسائل پوچھتے رہنا اور باریکیاں نکالتے رہنا اچھا نہیں ہوتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 331۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

گزشتہ روحوں کو ثواب

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر کوئی شخص حضرت سیّد عبدالقادرؒ کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر کھانا پکا کر کھلاوے تو کیا یہ جائز ہے؟

حضرت نے فرمایا: ’’طعام کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔ گزشتہ بزرگوں کو ثواب پہنچانے کی خاطر اگر طعام پکا کر کھلایا تو یہ جائز ہے۔ لیکن ہر ایک امر نیّت پر موقوف ہے۔ اگر کوئی شخص اس طرح کے کھانے کے واسطے کوئی خاص تاریخ مقرر کرے اور ایسا کھانا کھلانے کو اپنے لئے قاضی الحاجات خیال کرے تو یہ ایک بُت ہے اور ایسے کھانے کا لینا دینا سب حرام ہے اور شرک میں داخل ہے۔ پھر تاریخ کی تعین میں بھی نیّت کا دیکھنا ہی ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص ملازم ہے اور اُسے مثلاً جمعہ کے دن ہی رخصت مل سکتی ہے تو ہرج نہیں کہ وہ اپنے ایسے کاموں کے واسطے جمعہ کا دن مقرر کرے۔ غرض جب تک کوئی ایسا فعل نہ ہو جس میں شرک پایا جائے صرف کسی کو ثواب پہنچانے کی خاطر طعام کھلانا جائز ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 332۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

قرآن شریف کے اوراق کا ادب

ایک شخص نے عرض کی کہ قرآن شریف کے بوسیدہ اوراق کو اگر بے ادبی سے بچانے کے واسطے جلا دیا جائے تو کیا جائز ہے؟

فرمایا: ’’جائز ہے۔ حضرت عثمانؓ نے بھی بعض اوراق جلائے تھے۔ نیت پر موقوف ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 332۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جماعت احمدیہ کروشیا کی تبلیغی مساعی

زاغرب (Croatia) میں منعقد ہونے والے بین الاقوامی کتب میلہ میں احمدیہ مسلم مشن کی کامیاب شرکت

(رپورٹ: زبیر خلیل خان۔ کروشیا)

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنوب مشرقی ایشیا کے ملک کروشیا میں احمدیہ مسلم جماعت کی باقاعدہ رجسٹریشن کا مرحلہ مکمل ہوا۔ الحمدللہ۔ کروشیا میں پچانوے فیصد سے زیادہ آبادی کیتھولک عیسائیوں پر مشتمل ہے۔ چرچز میں خوب رونق ہوتی ہے اور بڑی عمر کے افراد کافی بڑی تعداد میں باقاعدگی سے چرچ جاتے ہیں۔ البتہ اس قوم کی نوجوان نسل چرچ سے لاتعلق ہورہی ہے اور بیزاری کا اظہار کرتی نظر آتی ہے۔ اکثر لادینیت کا شکار ہوکر خدا کے وجود سے ہی منکر نظر آتے ہیں۔ تاہم اسلام کی امن پسند تعلیم سننے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ فروری 2014ء میں حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے خاکسار (زبیر خلیل خان) کو اس مشن میں خدمات بجا لانے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

مشن کے آغاز سے ہی کروشیا میں جماعتی ویب سائٹ www.alislam.hr کا آغاز کر دیا گیا۔ حضور انور کے خطبات اور خطابات کے ساتھ ساتھ جماعت کی اہم خبریں بھی کروشین زبان میں ترجمہ کر کے اس ویب سائٹ پر لگائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اٹھارہ نومبر تک اس ویب سائٹ کو سوا دو لاکھ سے زائد افراد نے وزٹ کیا۔ اسی طرح پبلک فورم میں بھی جماعت کا تعارف کرایا گیا جو اکیس ہزار سے زائد افراد دیکھ چکے ہیں۔

پہلے مرحلہ میں جماعت کی طرف سے شائع شدہ بوسنین ترجمہ قرآن مجید اور دیگر کتب ملک کی دوصد سے زائد لائبریریوں کو بھجوائی گئیں۔ کروشین اور بوزنین زبانیں ملتی جلتی ہیں اس لیے قرآن مجید اور دیگر کتب بوزنیا مشن سے منگوائی جاتی ہیں۔ اب تک پچاسی کے لگ بھگ کتب اور پمفلٹس بوزنین زبان میں تیار ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ۔

اس سال کروشین وفود نے جرمنی اور یو کے کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی۔ جرمنی میں چار کیتھولک کرسچین شامل ہوئے جب کہ یو کے جلسہ میں آٹھ کرسچین اور ایک غیر احمدی مسلم شامل ہوا۔ دونوں ممالک کے جلسہ سالانہ پر وفود کے نمائندگان نے اسٹیج سے خطاب بھی کیا۔ جلسہ سالانہ جرمنی پر ایک لجنہ ممبر کو بھی مختصر خطاب کا موقعہ ملا۔ مہمانوں کو حضور انور سے لمبی ملاقاتیں کرنے کی سعادت ملی۔ ملاقاتوں میں مہمانوں نے بہت سارے سوالات بھی کیے جن کے حضور انور نے بہت تسلی بخش جواب دیے۔ مہمانوں میں کروشیا کے عرب سینٹر زاغرب کے صدر محترم مصطفےٰ علیو بیگووچ بھی شامل تھے جو جماعت سے خاصے متاثر نظر آئے۔

امسال کروشیا کے کچھ علاقوں میں سیلاب آیا۔ ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے تعاون سے مشن سے چار صد کلو میٹر دور جاکر متاثرہ افراد سے مل کر مدد مہیا کی۔ مقامی ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں جماعت کا بہت اچھے انداز میں ذکر کیا گیا۔ کروشیا کے دارالحکومت زاغرب میں تقریباً چار ہزار انتہائی غریب افراد کو روزانہ کھانا شہر کی طرف سے مہیا کیا جاتا ہے۔ اس مد میں بھی شہر کی مدد کی گئی۔ اس کے

علاوہ عید کے موقع پر پچیس غریب اور ضرورت مند فیملیوں کی بھی مدد کی گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے کروشیا کے تیسرے بڑے لیکن سب سے زیادہ چھپنے والے اخبار میں جماعت کا تعارفی پمفلٹ شائع کرایا گیا۔ اس کے علاوہ بیس ہزار سے زائد فلائرز تقسیم کیے گیے۔

جماعت احمدیہ جرمنی نے اسلام اور احمدیت کے بارہ میں بڑی عمدہ نمائش تیار کی ہوئی ہے۔ اس کی ڈیجیٹل کاپی حاصل کر کے جرمنی کی ایک مخلص اور فدائی لجنہ محترمہ بشریٰ محمود عدنان صاحبہ کے تعاون سے پہلے اس کا مکمل انگریزی ترجمہ کرایا گیا اور پھر اس کا مکمل کروشین زبان میں ترجمہ کروا کر اس کو اٹھارہ Roll-Ups کی شکل میں تیار کرایا گیا۔ اس وقت تک یہ نمائش دو دفعہ بوزنیا اور ایک دفعہ کروشیا میں لگ چکی ہے اور پڑھے لکھے طبقہ میں خاصی مقبول ہورہی ہے۔

جماعت جرمنی کی طرف سے تیار کی گئی جماعتی تعارف پر مبنی اٹھارہ منٹ کی ویڈیو کو کروشین زبان میں ترجمہ کروا کر اس کو مقامی زبان میں Dubb کر کے ویب سائٹ اور یوٹیوب کے ذریعہ پبلسٹی کی جارہی ہے۔

کروشیا مشن کو اسلامی اصول کی فلاسفی کا کروشین ترجمہ، اس کی اشاعت اور بارہ صد معززین کو انفرادی طور پر بذریعہ ڈاک ترسیل کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ معززین میں ملک کے یک صد تینتالیس ممبران نیشنل اسمبلی بھی ہیں جن کو انفرادی طور پر کتاب کو پیک کر کے ہر ایک کا نام لکھ کر اسمبلی سیکرٹریٹ کے توسط سے بھجوائی گئی۔ کتاب کے بارہ میں بعض بہت حوصلہ افزا تبصرے موصول ہوئے ہیں۔ دوسرے مرحلہ میں کتاب ''لائف آف محمدؐ'' (Life of Muhammad)۔ ''ورلڈ کرائسس اینڈ پاتھ وے ٹو پیس'' (World Crisis & Pathway to Peace)، ''مسیح ہندوستان میں''، ''فتح اسلام''، ''ضرورت الامام'' اور مقامی ضروریات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے چند دیگر کتب کا بھی کروشین زبان میں ترجمہ کرایا گیا ہے اور اب چیکنگ کے مختلف مراحل سے گزر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عرصہ میں ایک عیسائی خاتون، ایک مرد اور ایک کروشین مسلم کو جماعت میں شمولیت کی توفیق ملی ہے۔ عیسائیت سے احمدی مسلمان ہونے والی خاتون اور مرد جلسہ سالانہ پر بھی گئے تھے اور ان کی حضور انور سے بھی ملاقات ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ثبات قدم عطا کرے آمین۔

گیارہ تا سولہ نومبر کروشیا کے دارالحکومت زاغرب میں منعقد ہونے والے کتب میلہ میں احمدیہ مشن نے بھرپور شمولیت کی۔ تیس مربع میٹر پر مشتمل اسٹال لگایا گیا۔ نصف حصہ پر قرآن مجید و اسلامی کتب اور نصف حصہ پر اسلام احمدیت کے تعارف اور مساعی کی نمائش لگائی گئی۔ نگران مبلغ سلسلہ محترم وسیم احمد سروعہ صاحب نے پورا ہفتہ بڑی محنت سے کتب سے متعلق تمام کام سنبھالے رکھا۔ نو احمدیوں نے بھی خدمت کا حق ادا کیا اور تمام دن موجود رہے۔ محترمہ نعیمہ شاہین خان صاحبہ نے بھی بھرپور خدمت کی توفیق پائی اور ہزاروں پمفلٹ تقسیم کیے۔ علاوہ ازیں ذاتی روابط بنا کر درجنوں کی تعداد میں اسلامی اصول کی فلاسفی خود جا کر دی۔ بوزنیا کے مربی سلسلہ محترمی مفیظ رحمان صاحب نے بھی مکمل تعاون کیا اور بوزنین احمدی محترمی کمال صاحب کتب میلہ کے دنوں میں کتب اور قرآن مجید لے کر سرائیوو اور زاغرب کے درمیان سفر میں ہی رہے۔ بوزنیا کے دارالحکومت سرائیوو سے بذریعہ بس زاغرب آنے کے لیے نو گھنٹے لگ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کتب میلہ میں شرکت بہت کامیاب رہی۔ ہزاروں افراد تک پہلی مرتبہ جماعت کا پیغام پہنچا۔ مقامی لوگوں کے مطابق مذہب اسلام کی طرف سے اس کتب میلہ میں پچھلے سینتیس برس میں پہلی بار جماعت کی طرف سے اسلامی کتب کا اسٹال لگایا گیا ہے۔ مربی سلسلہ نے دوبارا اسٹیج پر جاکر جماعت کا تعارف کرایا۔

جماعت کے اسٹال سے قرآن مجید کے 36 نسخے فروخت ہوئے۔ ''مسیح ہندوستان میں'' سب سے مقبول کتاب رہی۔ اس کے علاوہ "Christianity- A journey from facts to fiction", "World crisis and pathway to peace", "Islam Response to contemporary issues" and "Need for the Imam" کافی مقبول رہیں۔

مقامی اسلامک سنٹر جو جماعت کی مخالفت میں سب سے آگے ہے اس کے سرکردہ لوگ وقفہ وقفہ سے آکر جائزہ لیتے رہے۔ اسی طرح کیتھولک چرچ کے بہت سارے سرکردہ لوگ بھی جماعت کی اس جرأت پر حیران ہوئے ہیں کہ اس کیتھولک ملک میں یہ کونسے نئے مسلمان آگئے ہیں جو قلمی جہاد کے ذریعہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرارہے ہیں۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز مساعی میں برکت دے اور خلافت احمدیہ کی زیر ہدایت و نگرانی اس ملک میں بھی بکثرت سعید فطرت لوگ اسلام احمدیت کے پیغام کو قبول کر کے ہدایت اور فلاح کو حاصل کرنے والے ہوں۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 325

مکرم ابراہیم شویکی صاحب (1)

مکرم ابراہیم شویکی صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق بیت المقدس سے ہے جہاں میری پیدائش 1971ء میں ہوئی۔میرا گھر اور ہماری دکان پرانے بیت المقدس کی بیرونی فصیل کے اندر تھی۔میرے سکول کی کھڑکیاں مسجد اقصیٰ کے صحن کی طرف کھلتی تھیں اور میں وہاں سے روزانہ مسجد میں آنے جانے والے نمازیوں کو دیکھتا تھا۔

ایسا کیوں ہے؟

بچپن سے لے کر نوجوانی تک پہنچتے پہنچتے ایک خیال جو میرے اور میرے جیسے کئی بیت المقدس کے رہائشیوں کے ذہنوں میں پل کر بڑا ہوا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی ایسی حالت کیوں ہے؟ ہم پر اور ہماری زمین پر یہودی تسلّط کیوں قائم ہے؟ ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ ہم نے دنیا پر حکومت کی ہے۔خلافت راشدہ کے زمانے میں اسلامی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیل چکی تھی لیکن اب ایسا کیا ہوگیا کہ مشرق سے مغرب تک تمام قومیں مسلمانوں پر ٹوٹی پڑتی ہیں اور مسلمان سب کے زیرنگیں اور غلام بنے ہوئے ہیں؟

ان حالات پر غور کرتے کرتے جب سوچ کچھ پختہ ہوئی تو یہی سمجھ میں آیا کہ مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کا راز ان کے کتاب اللہ اور سنّتِ نبوی پر کاربند ہونے میں مضمر تھا۔آج مسلمان ان دونوں سے دُور ہٹ گئے ہیں۔اور اس مسئلہ کا ایک ہی حل ہے کہ امام مہدی آجائیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان سے نزول فرمائیں تاکہ اسلام اپنی کھوئی ہوئی عظمتیں دوبارہ حاصل کرلے۔

1987ء میں بیت المقدس میں ایک عجیب تبدیلی آئی۔اس وقت فلسطینی جدّ وجہدِ آزادی نئے جذبے کے ساتھ شروع ہوئی اور ایسے لگا کہ جیسے مسلمانوں میں نئی زندگی پیدا ہوگئی ہے کیونکہ بے شمار نوجوان مسجدوں کا رُخ کرنے لگے۔ اسی وقت بہت سے سیاسی گروہ اور جنگجو تنظیمیں سامنے آئیں۔ ان میں سے بعض نے میرے ساتھ بھی رابطہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں شامل ہونے سے محفوظ رکھا۔

دل سے نکلی دعا

یہ ان دنوں کی بات ہے جب فلسطینیوں کی جدّ و جہد آزادی میں وقتی تیزی کی وجہ سے بیت المقدس میں حالات بہت خراب تھے۔مَیں فجر کی نماز مسجد اقصیٰ میں ادا کرنے کے بعد واپس اکیلا اپنے گھر کی طرف آرہا تھا۔ اس وقت راستہ میں انتہاء پسند یہودیوں کی طرف سے اِکّا دُکّا مسلمان نمازیوں پر حملہ کا خطرہ بہت زیادہ تھا۔ مجھے یہودیوں کے علاوہ اس وقت جنّ بھوت کا خوف بھی دامنگیر تھا کیونکہ اس وقت میں ان سب باتوں کا بشدّت قائل تھا۔ہلکی سی آواز پر میرے پاؤں تلے سے زمین نکلی جاتی تھی۔اسی خوف کے عالم میں میرے دل سے دعا نکلی کہ اے خدایا مجھے مرنے سے قبل حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدیؑ کی زیارت اور ان پر ایمان نصیب فرما دینا۔مجھے آج تک حیرت ہوتی ہے کہ اس خوف کے عالم میں میرے منہ سے ایسی دعا کیسے نکلی؟ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس حالت میں میری دعا قبول فرمائی اور مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی توفیق عطا فرمائی۔

جماعت سے تعارف اور وساوس

کئی سال گزر گئے اور میرے دل میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کی بحالی دیکھنے کی امنگ جوش مارتی رہی تا آنکہ ایک روز میں نے ٹی وی پر ایک ''نظرات فی الفکر الإسلامی'' نامی ایک پروگرام دیکھا جس میں جنّوں کے موضوع پر بات ہو رہی تھی۔میں چونکہ جنّوں سے بہت ڈرتا تھا اس لئے اس پروگرام کو بہت دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

گو میں مروّجہ سوچ کے مطابق جنّوں کے خیالی وجود کا قائل تھا لیکن اس پروگرام میں بیان کئے جانے والے دلائل اتنے مضبوط تھے کہ مَیں اپنی سوچ بدلنے پر مجبور ہوگیا۔ پروگرام سننے کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے سینے سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

یہ پروگرام جماعت احمدیہ کے چینل پر نشر ہوا تھا اور اُس وقت مَیں اس جماعت کے بارہ میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے دوستوں اور جاننے والوں سے احمدیت کے بارہ میں پوچھنا شروع کردیا۔محمود نامی میرے ایک جاننے والے نے مجھے بتایا کہ یہ جماعت کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ یہ کعبہ کی بجائے قادیان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں،شراب نوشی کے خوگر اور منشیات کے رسیا ہیں۔مَیں نے اسے کہا کہ منشیات استعمال کرنے والوں کے چہروں سے مدہوشی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن وسنت کے مُسکِت دلائل پیش کرکے اسلام کا بول بالا کرنا نشہ کے عادی لوگوں کا کام نہیں ہوسکتا۔

جماعت احمدیہ کبابیر میں

مذکورہ بالا پروگرام کے آخر پر کبابیر کا پتہ دیا گیا تھا۔مَیں نہیں جانتا تھا کہ کبابیر کہاں ہے؟ چنانچہ میں نے اپنے اس دوست کے سامنے کبابیر کا ذکر ایسے رنگ میں کیا جیسے یہ کوئی علیحدہ ملک ہو۔اس نے ہنستے ہوئے مجھے بتایا کہ کبابیر حیفا کے ایک محلّے کا نام ہے۔

مَیں نے ایم ٹی اے سے فون نمبر لے کر کال ملائی تو مکرم محمد شریف عودہ صاحب سے بات ہوئی۔مذکورہ بالا پروگرام کے حوالے سے جنّوں کے موضوع پر مختصر بات کرنے کے بعد مَیں نے کہا کہ تفصیلی گفتگو کے لئے میں آپ کے ہاں آنا چاہتا ہوں۔انہوں نے کھلے دل سے خوش آمدید کہا۔میرا مقصد دراصل اپنی آنکھوں سے ان کے سنٹر اور لوگوں کو دیکھنا تھا تا میں خود لوگوں سے سنے ہوئے الزامات کی تصدیق یا تکذیب کرسکوں۔چنانچہ میں نے جلدی سے بیگ تیار کیا اور حیفا کی جانب چل نکلا۔ راستے میں میری ملاقات میرے کزن سے ہوئی۔اس کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ میں کبابیر کے احمدیوں سے ملنے جارہا ہوں۔اس نے غصے سے کہا کہ کیا تم کافروں کو ملنے جارہے ہو جو اپنی نمازوں میں قبلہ رُو بھی نہیں ہوتے اور شراب پیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔مَیں نے ان سب باتوں کا یہی جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَةِ اس لئے میں نے ان سب امور کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور ان لوگوں سے خود جاکر ملنے کا فیصلہ کیا ہے۔اُس نے مجھے ضدّی کہتے ہوئے اپنی راہ لی۔

میں نے حیفا پہنچ کر محمد شریف عودہ صاحب کو فون کیا تو انہوں نے میرے لئے گاڑی بھیج دی۔مرکزِ جماعت پہنچتے ہی میں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھنی ہے۔شریف صاحب نے کہا کہ مسجد میں جاکر نماز پڑھ لیں۔چونکہ میں رات کی تاریکی میں مرکزِ جماعت پہنچا تھا،اس لئے وہاں پر مجھے مسجد دکھائی نہ دی تھی۔

میں نے قبلہ کے بارہ میں بہت کچھ سنا تھا اس لئے شریف صاحب سے پوچھ بیٹھا کہ قبلہ کس طرف ہے؟ شریف صاحب نے کہا کہ مسجد میں جاکر خود دیکھ لو۔

مجھے اپنے سوال پر شرمندگی بھی ہوئی کیونکہ ہر مسجد کی محراب سے اس کے قبلہ رو ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور شریف صاحب مجھے مسجد میں جاکر نماز ادا کرنے کا کہہ رہے تھے جبکہ میں ان سے قبلہ کی سمت کے بارہ میں پوچھ رہا تھا۔ یقیناً میرا سوال بڑا بے معنی سا تھا۔بہرحال میں نے مسجد میں داخل ہوکر اس کی محراب کو دیکھا اور کھڑکیاں کھول کر قبلہ کی جہت کا اندازہ کیا تو وہ بالکل ٹھیک نکلی۔ یہاں مجھے احمدیت کے مخالفین کے پہلے جھوٹ کا اندازہ ہوا کیونکہ احمدیوں کی مسجد کا قبلہ جنوب کی طرف تھا اور یہ درست سمت تھی جبکہ قادیان کی طرف قبلہ ہوتا تو مسجد کا رخ مشرق کی جانب ہونا چاہئے تھا۔

نماز ادا کرنے کے بعد میں واپس آیا تو مجھے چائے پیش کی گئی۔اسے دیکھتے ہی مخالفین جماعت کا یہ الزام بھی میرے ذہن میں آگیا کہ (نعوذ باللہ) احمدی شراب پیتے ہیں اور منشیات کے رسیا ہیں۔میں نے سوچا کہ اگر یہ لوگ اس قدر منشیات کا استعمال کرنے والے ہیں تو ضرور انہوں نے چائے میں بھی کوئی نشہ آور اشیاء ڈالی ہوں گی۔اس بارہ میں جاننے کے لئے میں نے شریف صاحب سے کہا کہ ہمارے ہاں پودینے والی یا بعض اور خوشبودار جڑی بوٹیوں والی چائے بنائی جاتی ہے، آپ بتائیں آپ چائے کیسے بناتے ہیں؟ شریف صاحب نے کہا کہ ہمارے ہاں بھی چائے کی یہی اقسام ہیں اور ہم بھی آپ کی طرح ہی چائے بناتے ہیں۔شریف صاحب نے میرے عجیب وغریب سوال کے پیچھے چھپی ہوئی تشویش کو محسوس کرتے ہوئے کہا کہ جو بھی تم کہنا چاہتے ہو بلاخوف وخطر ہوکر کہو۔ چنانچہ میں نے سنی سنائی تمام باتیں بیان کردیں۔انہوں نے جواب دینے کی بجائے پوچھا کہ اب آپ خود ہی بتائیں کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کیا دیکھا ہے؟ میں نے کہا: یہی کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں جھوٹ ہے۔

امام مہدی و مسیح موعودؑ

جس کمرے میں ہم بیٹھے تھے میں نے اس میں نظر دوڑائی تو مجھے دیوار پر چند تصاویر لٹکی ہوئی دکھائی دیں۔ میرے پوچھنے پر شریف صاحب نے بتایا کہ یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تصاویر ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ ہم تو ابھی تک امام مہدی کے ظہور کا اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کا انتظار کررہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو وفات پاچکے ہیں اور امام مہدی وعیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ یہ بات میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ سنی تھی۔میرا سر چکرانے لگا۔ میں نے کہا کہ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا مجھے مرکزِ جماعت کی دوسری منزل پر کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں تو جنّوں کے موضوع پر بات کرنے کے لئے آیا تھا لیکن یہاں تو اس سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل مسئلہ میرے سامنے ہے جس کے بارہ میں شریف صاحب کے دلائل نہایت مضبوط ہیں اور میرا مؤقف نہایت کمزور ہے۔

شکوک کی جڑیں کٹنے لگیں

سونے کے لئے کمرے میں پہنچ کر میں نے سوچا کہ انہیں میرے آنے کا پتہ تھا اس لئے شاید شراب اور منشیات وغیرہ کی بوتلیں انہوں نے کہیں چھپا دی ہوں۔ یہ سوچ کر میں نے اپنے کمرے اور اس کے گرد ونواح میں ہر کونے کھدرے کو چھان مارا لیکن مجھے کچھ نہ مل سکا۔

اگلے دن جمعہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ احمدی مسجد میں آتے جارہے تھے جبکہ مَیں ان کی کمزوریاں ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔ مجھے اچانک خیال آیا کہ انہوں نے اذان نہیں دی۔ میں ابھی اپنے اس سُوءِ ظنّ پر کوئی رائے قائم کرنے ہی والا تھا کہ ایک آواز میرے وجود پر بجلی کی طرح گری۔ یہ مسجد سے اٹھنے والی اذان کی آواز تھی جسے سنتے ہی میں شرمندہ سا ہوکر رہ گیا۔

بہرحال میں بھی تیاری کرکے نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے چلا گیا۔خطبہ جمعہ کے بعد نماز شروع ہوئی تو میں نے تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نماز کی نیت کی۔ مروجہ طریق کے مطابق نیت میں کہا جاتا ہے کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز ادا کرتا ہوں۔لیکن میں ایسا نہ کہتا تھا بلکہ میں نے اپنی ایک الگ نیت بنائی ہوئی تھی، کیونکہ میں آئمۂ مساجد کو قابلِ اقتدا نہ سمجھتا تھا۔لیکن آج احمدیہ مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے وقت میری زبان سے غیرارادی طور پر یہ نیت نکلی کہ میں نمازِ جمعہ اس امام کے پیچھے ادا کرتا ہوں۔

{بعض غیراز جماعت مسلمانوں میں یہ طریق رائج ہے کہ ہر نماز سے قبل اس طرح کے جملے دہراتے ہیں کہ کونسی نماز اور کتنی رکعات اور کس امام کے پیچھے پڑھ رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیمات پر کاربند ہونے کی داعی اور پابند ہے۔آپؐ کی تعلیمات میں ہمیں کہیں بھی مذکورہ بالا طریق کی نیّت نہیں ملتی،اس لئے یہ ہمارا طریق نہیں ہے۔(ندیم)}

نماز کے بعد میں نے شریف صاحب سے ہانی طاہر صاحب کے بارہ میں پوچھا جن کو میں نے ایم ٹی اے کے پروگرام میں دیکھا تھا۔شریف صاحب نے کہا کہ وہ فلسطینی علاقہ میں رہتے ہیں۔میری خواہش پر شریف صاحب نے اگلے روز ان سے ملنے کے لئے جانے کا پروگرام بنالیا۔ فلسطینی علاقے میں ہم ہانی صاحب سے جاکر ملے اور ان سے جنّوں کے علاوہ امام مہدی اور مسیح موعود کی شخصیت کے بارہ میں بات ہوئی۔ان کے پیش کردہ دلائل سے ان موضوعات کے بارہ میں میری تسلی ہوگئی۔

بہرحال اگلے روز مَیں نے جماعت کی بعض کتب لیں اور گھر واپس آگیا۔ یہ کتب مجھے بہت پسند آئیں اور دو ہفتے کے دوران ہی میں نے ان سب کتب کو پڑھ لیا۔ جس کے بعد میں نے محمد شریف صاحب کو فون کرکے کہا کہ مَیں دوبارہ ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔انہوں نے خوش آمدید کہا اور میں دوبارہ کبابیر کے لئے عازمِ سفر ہوگیا۔

(باقی آئندہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے 1924ء کے سفر یورپ کے دوران کی بعض مجالس سوال و جواب

قسط نمبر 3

مذہبی مسائل پر گفتگو

(16اکتوبر1924ء حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک نومسلمہ خاتون مسز پرل Mrs. Perl (موتی بیگم) کی دعوت چائے پر چند خدام کے ساتھ ان کے مکان واقع ڈلچ (لندن) تشریف لے گئے۔ اس موقع پر مسز پرل اور ان کی ایک دوست نے بعض سوالات کئے جن کے حضور نے نہایت مدلّل جواب دیئے)

مسئلہ کفر و اسلام

موتی بیگم: کیا میں آپ کے نقطۂ خیال سے مسلمان ہوں؟

حضرت صاحب: مَیں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں، اب بھی کہتا ہوں کہ چونکہ آپ خدا کے نبی کا اقرار نہیں کرتی ہیں خدا کی نظر میں مسلمان نہیں۔ تم خود اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہو۔

سوال: بہت سے لوگ جو مسلمان ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ کے نزدیک غیر احمدی مسلمان نہیں؟

حضرت صاحب: مَیں کہتا ہوں یہ تو قرآن شریف کا فیصلہ ہے۔ جو خدا کے کسی نبی کا انکار کرے وہ کافر ہوتا ہے۔ یہ قرآن شریف کا فیصلہ ہے کہ ہر شخص جو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے وہ خدا کے سب نبیوں پر ایمان لائے اور ان میں بلحاظ نبوت فرق نہ کرے۔ سورۃ بقرہ میں خدا تعالیٰ نے مسلم کے ایمان کے ارکان بتاتے ہوئے کہا کہ وہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ پس مسلم کی سچی تعریف یہی ہے کہ جو تمام ان وحیوں پر ایمان لائے جو خدا کی طرف سے آتی ہیں۔ تم یہ نہیں کہہ سکتی ہو کہ ان کو علم نہیں۔ اور جو شخص جہالت سے کسی وحی کا انکار کرے اس پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ کیا انگلستان کے دیہات میں یا یہاں دوسرے لوگ اسلام سے واقف نہیں صاف ظاہر ہے کہ نہیں۔ تو کیا تم ان کو کافر کہو گی یا مسلمان؟

موتی بیگم: کافر۔

حضرت صاحب: پھر یہ مسئلہ صاف ہے۔ جب ایک شخص انکار کرتا ہے اور مانتا نہیں خواہ کسی وجہ سے نہیں مانتا وہ کافر کہلائے گا۔ ہاں کافر کے مفہوم میں یہ بات داخل نہیں کہ وہ سزا بھی ضرور پائے گا۔ سزا دینا یہ ہمارا کام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کسی کے انکار کی کیا وجہ ہے۔ آیا جان بوجھ کر اس نے انکار کیا ہے یا جہالت اور نادانی سے یا وہ دیوانہ ہے۔ غرض اس کا بہترین علم خدا ہی کو ہے اور سزا جزا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ایک شخص اگر ناواقفی کی وجہ سے انکار کر رہا ہے تو کسی سزا کا مستحق نہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک شخص غلطی سے آپ کے گھر میں آ گیا وہ کسی چوری کی نیت یا شرارت سے نہیں آیا تو آپ اس کو سزا نہ دیں گی کیونکہ وہ جانتا نہ تھا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص کافر ہے تو ہم اس کے عذاب کا سوال ہاتھ میں نہیں لے لیتے۔ لوگ غلطی سے ان دونوں باتوں کو ملا دیتے ہیں۔ ہم ان کو یہ کہتے ہیں کہ اس نے خدا کے ایک نبی کا انکار کیا ہے۔ اگر وہ مسیح موعود کا انکار اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان کو علم نہیں کہ وہ مسیح موعود اور خدا کا نبی ہے تو اس ناواقفی کی وجہ سے وہ مستوجب سزا نہیں لیکن جو جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں یا غور کرنا ہی نہیں چاہتے وہ اپنی لاعلمی سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ وہ جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں اس لئے وہ سزا کے قابل ہیں۔

پس جب ہم کافر کہتے ہیں تو اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ عذاب دیا جائے گا۔ یہ خدا کا کام ہے، ہمارا نہیں۔ بہت سے ہندو، یہودی، عیسائی، زرتشتی ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر تو ہوں گے۔ لیکن ہم نہیں کہیں گے کہ وہ اس امر میں قابل مؤاخذہ ہیں۔ یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے راستہ میں یہ ایک مشکل ہے کہ لوگ کافر کی حقیقت سے واقف نہیں اور جو ہم بیان کرتے ہیں اس کو نہ تو سمجھتے ہیں، نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تم خود دیانتداری سے اس شخص کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا (خواہ اس کی وجہ کچھ بھی ہو) مومن نہیں کہہ سکتی ہو۔ پس جب کہ تم خود کہتی ہو کہ ابھی میں نے مسیح موعود کو قبول نہیں کیا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اس کا نام کیا رکھا جاوے۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے یا لاعلمی کی وجہ سے؟

اس پر موتی بیگم خاموش ہوگئی اور اس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس معقول بات کو سمجھ گئی ہے۔ اس نے ایک دوسری مِس کو پیش کیا کہ یہ میری دوست ہیں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہیں۔

اسلام کیا ہے

مِس: مَیں اسلام سے محض ناواقف ہوں کیا آپ اس کو بیان کریں گے؟

حضرت صاحب: مَیں اسلام کو احمدی نقطۂ نگاہ سے بیان کروں گا کیونکہ میرے اعتقاد میں حقیقی اسلام وہی ہے جو خدا کا نبی لایا ہے اور جس کو خدا نے اسی غرض سے بھیجا ہے۔ اس نے ہم کو بتایا ہے کہ اسلام خدا کی کامل فرمانبرداری کا نام ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو کہے کہ خدا کے کامل فرمانبردار نہ بنو۔ ہر عیسائی، زرتشتی، یہودی یہی کہتا ہے مگر صرف کہہ دینے سے کام نہیں بنتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس تعلیم کا اثر اور ثمر کہاں پایا جاتا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہ فرق ہے کہ دوسرے مذاہب یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پہلے بولتا تھا مگر اب خاموش ہے۔ مگر اسلام یہ کہتا ہے کہ وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں سے کلام کرتا آیا ہے اور اب بھی کرتا ہے۔ اس نے ہمیشہ اپنے نبیوں کو بھیجا اور اب بھی بھیجا ہے جو لوگوں کو راہ ہدایت دکھاتے ہیں۔ جب انسان ان کو قبول کرتا ہے اور ان کا انکار نہیں کرتا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کا فرمانبردار ہے۔ بہت سے لوگ اپنے مذہب کو اس لئے مانتے ہیں کہ وہ اس گھر میں پیدا ہوئے اور 99 فیصدی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ عیسائی یا ہندو یا مسلمان اس لئے اس مذہب کو مانتے ہیں کہ وہ ایسے والدین کے گھر میں پیدا ہوئے۔ مگر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو تحقیقات اور غور کے بغیر کسی مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ یہ صرف ایک رسم و عادت ہے۔ خدا تعالیٰ یہ نہیں چاہتا۔ اس لئے وہ اپنے نبی کو بھیجتا ہے تاکہ حقیقت ظاہر ہو۔

آپ کے سامنے ایک انگور کا خوشہ ہے اور تم کہتی ہو کہ انگور ہے تو معلوم ہوا کہ تم انگور کو جانتی ہو۔ لیکن اگر یہ دعویٰ کرو کہ مَیں انگور کو جانتی ہوں مگر جب سیب سامنے کر دیا جاوے تو اس کو کہہ دو کہ انگور ہے تو یہ بات کھل جاوے گی کہ تم انگور اور سیب میں تمیز نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح ایک شخص گزشتہ نبیوں کو مانتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں خدا کے نبیوں پر ایمان لایا لیکن جب دوسرا سچا نبی آیا اور اس کے سامنے اس کا دعویٰ پیش کیا گیا تو انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ مفتری ہے۔ تب معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچے اور جھوٹے نبی میں فرق نہیں کر سکتا اور نہیں سمجھتا اور پہلے کو بھی نہیں مانتا۔ اس لئے خدا ہمیشہ نبی بھیجتا ہے تاکہ انسان کی مخفی قوتوں کا اظہار ہوتا رہے۔ اسلام حقیقی معنوں میں اس مذہب پر بولا جاتا ہے جو بتاتا ہے کہ ہمیشہ نبی آتے ہیں تاکہ حقیقت نبوت معلوم ہو اور خدا کی ہستی پر تازہ بتازہ ایمان پیدا ہو کر اس کو یقین اور مسرت کے مقام پر پہنچا دے۔

تم کہتی ہو کہ ہم یسوع کو مانتے ہیں مگر مَیں کہتا ہوں کہ امتحان کا وقت نہیں آیا تھا اس لئے تم ایسا کہتی ہو۔ مگر جب زندہ نبی آتا ہے اور اس کا انکار کرتی ہو تو معلوم ہوا کہ پہلے کو بھی نہیں مانتی ہو۔

اصول اسلام

لیڈی: اسلام کے اصول کیا ہیں؟

حضرت صاحب: ہمیشہ خدا کی مرضی کے تابع ہونا چاہئے۔ جو کچھ خدا کہے اس کی کامل فرمانبرداری کا نام اسلام ہے۔ اصول اسلام کی تفصیل یہ ہے۔

اوّل: خدا ہے اور ایک ہی خدا ہے۔ اس پر ایمان لانا۔

دوم: خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ پر ایمان لانا۔

سوم: یہ کہ خدا زندہ خدا ہے۔

اگرچہ بظاہر کوئی ایسا مذہب نہیں جو یہ کہتا ہو کہ خدا مُردہ خدا ہے لیکن زبان سے کہہ دینا اور چیز ہے مگر جب اعتقادات کو دیکھیں گے تو یہی معلوم ہوگا کہ وہ مُردہ خدا کو پیش کرتے ہیں۔

مثلاً عیسائی مذہب ہی کو لے لو۔ اوّل تو انہوں نے ایک عاجز انسان کو خدا قرار دیا جس کو یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا اور عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق وہ مر گیا بلکہ تین دن جہنم میں بھی رہا۔ اس کے علاوہ کسی عیسائی سے پوچھو کہ وہ خدا جس پر تم ایمان رکھتے ہو اب کسی سے کلام کرتا ہے؟ کوئی ایسا شخص ہے جو یہ کہے کہ عیسائی مذہب کے طفیل سے خدا میرے ساتھ کلام کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بشپ آف کنٹربری اور پوپ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں ان سے کلام کیا اور پھر مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا لیکن اب کیوں خاموش ہے۔ کوئی عیسائی پادری اس کا جواب نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عملاً اور اعتقاداً وہ یہی مانتے ہیں کہ خدا مُردہ ہے۔ لیکن اسلام اس کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اسلام بتلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے بندوں سے کلام کرتا آیا ہے اور اب بھی کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔ جبکہ اس کی باقی صفات زندہ ہیں تو کلام کرنے کی صفت معطّل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ زندہ خدا پر ایمان رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس نے کلام کیا اُسی طرح جیسے وہ مسیح سے بولا تھا یا دوسرے نبیوں سے بولا تھا اور اب مسیح موعود کے بعد بھی آپ کی جماعت میں ہزاروں آدمی اس نعمت سے حصہ رکھتے ہیں اور مَیں خود بھی تجربہ کار ہوں اگرچہ میں نبی نہیں ہوں اور دوسرے نبی ہیں۔

پھر اس طرح پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وحی اور الہام ہوتا ہے اس پر ایمان ہو اور اس بات پر ایمان ہو کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے نبیوں کو بھیجا ہے اور آخری نبی جس کے ذریعہ شریعت کو کامل کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آئندہ نبوت کا سلسلہ تو جاری ہے لیکن کوئی نئی شریعت نہ آئے گی اور نبوت کا یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور محبت کے بغیر کسی کو حاصل نہ ہو گا۔ اسی دروازہ سے داخل ہو کر یہ انعام ملے گا۔

اسی طرح اس بات پر ایمان ہو کہ خدا تعالیٰ ہماری دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ پھر اس بات پر ایمان ہو کہ اعمال کی جزاء سزا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اشیاء کے اندازے مقرر کر دیئے ہیں جو اعمال ہم کرتے ہیں اچھے یا بُرے ان کے لئے ہم جوابدہ ہیں۔ وہ ہم خود کرتے ہیں اس لئے ان کا بدلہ پائیں گے۔ اعمال کے جزا و سزا کے بھی مدارج ہیں۔

اسلام تعلیم دیتا ہے کہ خدا سے محبت کرو اور ایسے اصولوں کے موافق کرو کہ خدائی تمام صفات کا ظہور تم میں ہو جاوے گویا خدا کی تصویر ہو جائے۔ خدا تعالیٰ نے بائبل میں جو کہا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا اس کا یہی مطلب ہے کہ انسان ان اخلاق اور صفات کو اپنے اندر لے جو خدا تعالیٰ کی وہ مانتا ہے۔

پھر اسلام سکھاتا ہے کہ تمام دنیا سے محبت کریں اور کامل اخلاقی زندگی بسر کریں۔

پھر اسلام تعلیم دیتا ہے کہ مرنے کے بعد بعث ہوگا اور روح زندہ رہے گی اور یہ زندگی رہے گی یہاں تک کہ وہ اس کمال کو پہنچ جاوے جو اس دنیا میں حاصل نہیں ہو سکا۔ محدود زندگی غیر محدود خدا کی شان کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ انسان کی روزانہ ترقی خدا کی لامحدود طاقتوں کو ظاہر کرتی ہے اس لئے مرنے کے بعد بھی ترقی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

بعض باتوں سے عام طور پر اسلام یہودیت اور عیسائیت سے ملتا ہے مگر بعض میں نہیں۔ یہودیت یا عیسائیت کی اصل تعلیمات بطور ابتدائی تعلیمات کے ہیں مگر اسلام نے آ کر تمام تعلیمات کو کامل کر دیا اور اصل حقیقت کو پیش کر دیا۔ مثلاً اسلام کہتا ہے اخلاقی زندگی بسر کرو۔ دوسرے مذاہب بھی یہ تعلیم تو دیتے ہیں لیکن آپ کسی گرجا میں جاویں یا کسی لیکچرار کا لیکچر سنیں وہ چند باتیں پیش کر کے کہے گا کہ یہ اخلاقی تعلیم ہے۔ اسلام اتنا ہی نہیں کرتا وہ اس اخلاقی تعلیم کی حقیقت کو بیان کرے گا۔ ان اسباب اور ذرائع کو بتائے گا جن کے اختیار کرنے سے وہ اخلاقی قوتیں نشوونما پا سکیں۔ وہ ان اثرات کو بیان کرے گا جو اس سے سوسائٹی پر ہوتے ہیں۔

یہ کہہ دینا کہ تم سب سے محبت کرو بظاہر ایک تعلیم اخلاق کی ہے اور ضرور ہے۔ مگر صرف اتنا کہہ دینے سے کام نہیں چل سکتا۔ سب سے کس طرح محبت کی جاوے؟ اس کے کیا مدارج ہوں؟ بظاہر ایک فعل ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ محبت کا رنگ نہیں رکھتا لیکن حقیقت میں وہ محبت ہو گا۔ اسلام اس تمام حقیقت کو اپنی اخلاقی تعلیم کے اندر رکھے گا۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم مدد کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ مظلوم کی تو مدد ہو سکتی ہے۔ ظالم کی کس طرح کریں؟ فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک دو۔ اب ظالم کے ساتھ محبت کا طریق الگ ہوگا۔

غرض ہر اخلاقی تعلیم کی تفاصیل میں جب ہم جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے جو تعلیم دی ہے وہ سب

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تحریک جدید میں مالی قربانی پیش کرنے والوں کے ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان

آج دنیا مال کی محبت میں پتا نہیں کیا کچھ کر رہی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور تربیت کا اثر ہے کہ احمدیوں کی بہت بڑی اکثریت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے اپنے پسندیدہ مال میں سے خرچ کرتے ہیں بلکہ بعض ایسے ہیں کہ اگر کبھی مال خرچ کرنے کی یہ توفیق کسی وجہ سے کم ہو جائے تو بے چین ہو جاتے ہیں، روتے ہیں۔ پس یہ دلوں کی حالت اور مالی قربانی کی روح بلکہ بعض دفعہ جان کی قربانی کی روح بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور اب اسلام کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمائی ہے۔

تحریک جدید کے 81ویں سال کے آغاز کا اعلان۔ گزشتہ سال میں جماعت نے 84 لاکھ 70 ہزار 800 پاؤنڈز کی مالی قربانی دی۔

پاکستان باوجود اپنے حالات کے اس دفعہ بھی پہلے نمبر پر رہا۔ پاکستان سے باہر کی جماعتوں میں جرمنی اوّل۔ برطانیہ دوم اور امریکہ تیسرے نمبر پر رہا۔ مختلف پہلوؤں سے نمایاں قربانی کرنے والے ممالک اور جماعتوں کا تذکرہ۔

اللہ تعالیٰ ان سب کی مالی قربانیاں قبول فرمائے۔ ان کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور جماعتی نظام کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ ان اموال کو صحیح رنگ میں خرچ کرنے والے ہوں۔

مقامی معلم اور مبلغ مکرم الحاج یوسف ایڈوسئی صاحب آف گھانا کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 07 رنومبر 2014ء بمطابق 07 نبوت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

(آل عمران:93)

تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے (خواب میں یہ دیکھے) کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کہ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے۔ کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدُوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 96-95۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہماری اعتقادی اور علمی اصلاح جہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق کی وہاں روحانی ترقی اور تزکیہ کے بھی قرآنی تعلیم کے مطابق اسلوب سکھائے۔ حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ دلائی اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ دلائی۔ جان، مال، وقت اور اولاد کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قربان کرنے کی روح بھی پیدا فرمائی۔ اپنی جماعت کے ہر فرد سے یہ توقع رکھی کہ وہ اپنی حالتوں کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق بنائیں تبھی وہ حقیقی احمدی کہلا سکتے ہیں۔

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی زندگیوں کو آپ کی توقع اور خواہش کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ یہ اقتباس جو میں نے پڑھا ہے یہ اس آیت کی وضاحت میں ہے جس کی میں نے پہلے تلاوت کی تھی۔ جیسا کہ میں نے بتایا اس میں اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری روحانی ترقی کے لئے جو ذمہ داریاں ہیں، ایک مومن کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کی طرف توجہ دلا رہا ہے یعنی ان میں سے ایک ذمہ داری یعنی مالی قربانی کی طرف۔ گو اس میں یہ وسیع مضمون ہے لیکن اس وقت مالی قربانی کے حوالے سے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مال کی قربانی بھی اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس لحاظ سے اس آیت میں جو مالی قربانی کا پہلو ہے اس کے حوالے سے میں بیان کروں گا۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے بھی اور اشاعت دین کے کام کے لئے بھی مالی قربانی کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس کا یہ نچوڑ ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں یہ کام اپنی انتہا کو

پہنچتے تھے اور آج ہم احمدی ان خوش قسمتوں میں شامل ہیں جو اس کام کی تکمیل میں حصہ لے رہے ہیں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ آج دنیا مال کی محبت میں پتا نہیں کیا کچھ کر رہی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور تربیت کا اثر ہے کہ احمدیوں کی بہت بڑی اکثریت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے اپنے پسندیدہ مال میں سے خرچ کرتے ہیں بلکہ بعض ایسے ہیں کہ اگر کبھی مال خرچ کرنے کی یہ توفیق کسی وجہ سے کم ہو جائے تو بے چین ہو جاتے ہیں، روتے ہیں۔

پس یہ دلوں کی حالت اور مالی قربانی کی روح بلکہ بعض دفعہ جان کی قربانی کی روح بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور اب اسلام کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمائی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہی مومنین کے دلوں میں مالی جہاد کے لئے مالی قربانی کی روح بھی پیدا فرماتا ہے اور اسی طرح باقی دوسری قسم کی قربانیاں بھی ہیں۔

اس وقت مَیں چند واقعات بیان کروں گا کہ اس زمانے میں بھی کس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں قربانی کی روح پیدا کرنے کی تحریک پیدا کرتا ہے اور یہ نہیں کہ یہ کسی خاص طبقے یا خاص ملک میں یا خاص لوگوں میں ہے بلکہ دنیا کے ہر خطے میں ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتا ہے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اس کی تحریک پیدا کرتا ہے چاہے وہ افریقہ کے دور دراز ممالک ہوں یا یورپ میں رہنے والے لوگ ہوں یا جزائر میں رہنے والے ہوں۔

امیر صاحب برکینا فاسو نے یہ لکھا کہ فادا شہر کے صدر صاحب جماعت کہتے ہیں کہ اس سال جب عیدالاضحیٰ آئی تو میرے پاس اتنی رقم بھی نہیں تھی کہ گھر کھانا بھی پک سکتا۔ اس لئے قربانی کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا یعنی عید پر بکرے کی جو قربانی کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں تحریک جدید کے بارے میں مربی صاحب بھی درس دیتے تھے۔ مالی قربانی کے بارے میں بھی اور تحریک جدید کے بارے میں انہوں نے توجہ دلائی۔ چنانچہ کہتے ہیں میں نے برکت کے لئے دو ہزار فرانک اس میں دے دیا اور خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ میری ضروریات پوری کر دے گا۔ بہرحال ایسا معجزہ ہوا کہ اگلے دن ہی ان کے چھوٹے بھائی نے ان کو آئیوری کوسٹ سے غیر معمولی طور پر بڑی رقم بھجوائی جس کی انہیں کوئی امید نہیں تھی جس سے عید کی قربانی کا بھی انتظام ہو گیا اور اُن کے گھر کے اخراجات کے لئے جو ضرورت تھی وہ بھی پوری ہو گئی۔ وہ کہتے ہیں چند گھنٹے میں یہ دیکھ کر میرے ایمان میں مزید اضافہ ہوا۔

پھر برکینا فاسو کے مربی صاحب لکھتے ہیں کہ دِڈ گُو کی جگہ کے ایک خادم تراولے آدم صاحب نے کپاس کا بیج خریدا (وہاں کپاس کی فصل کاشت کی جاتی ہے) کہ اس کو بیچ کر گزارہ کروں گا۔ لیکن ایسا ہوا کہ کوئی گاہک نہیں ملا۔ ان کو بڑی تشویش ہوئی کہ اگر بیج فروخت نہ ہوا تو گھر کا نظام کیسے چلے گا۔ بہرحال ایک دن پریشانی میں یہ مربی صاحب کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو یہی کہا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو اللہ تعالیٰ پریشانیاں دور کرتا ہے۔ تم بھی یہ نسخہ آزما کے دیکھ لو۔ کہتے ہیں اس تحریک پر میں نے تحریک جدید کا چندہ دے دیا اور یہ عہد کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جلد ہی انتظام ہو گیا تو دس ہزار مزید دوں گا۔ وہ خادم کہتے ہیں کہ رسید کٹانے کے بعد ہی فوری طور پر اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا کہ اتنے گاہک آئے کہ چند دنوں میں بیج بِک گیا اور اُن کی توقع سے جو زیادہ آمد ہوئی اُس کی وجہ سے انہوں نے دس ہزار مزید چندہ میں دیا۔

اسی طرح برکینا فاسو کی ایک اور جگہ ہے۔ دوسری ریجن ہے وہاں کے ایک دوست لاجی (Laji) صاحب نے گزشتہ سال ہی بیعت کی تھی۔ جب ان کو یہ پتا لگا کہ میں نے عموماً یہ تحریک کی ہے کہ نو مبائعین کو کم از کم کسی نہ کسی تحریک میں شامل کریں تا کہ مالی قربانی کی روح ان میں پیدا ہو اور یہ نہ دیکھیں کہ چندہ کتنا بڑھتا ہے۔ رقم کتنی آتی ہے۔ صرف یہ ہے کہ عادت ڈالنے کے لئے ہر احمدی کو مالی قربانی میں حصہ لینا چاہئے اور نو مبائعین کو خاص طور پر اس طرف توجہ دلائیں۔ بہرحال جب ان کو توجہ دلائی گئی کہ چاہے ایک پنس دیں یا ایک فرانک دیں تو ان نو مبائع نے بھی اس طرف توجہ کی۔ وہاں رواج یہ ہے کہ گاؤں کے دیہاتی لوگ ہیں، زمیندارہ کرتے ہیں۔ کاشت کرتے ہیں تو بجائے رقم کے وہ اپنی جنس دیتے ہیں اور جنس دینے کے لئے وہ جماعت کو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بوریاں یا کوئی چیز دے دو تا کہ ہم اس میں جنس بھر کے پہنچا دیں۔ تو ان کو بھی مربی صاحب نے یا جو بھی جماعت کا نظام تھا انہوں نے دو خالی بوریاں دیں۔ ان کو خیال آیا کہ مَیں احمدی تو اب ہوا ہوں ساری زندگی مَیں مسلمان رہا ہوں۔ چندہ کی تحریک تو کبھی میرے سامنے نہ ہوئی اور نہ میں نے کبھی چندہ دیا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت نے کہا ہے کہ ضرور چندے میں شامل ہونا چاہئے۔ تو مَیں دیکھتا ہوں کہ اس میں کیا فائدہ ہوتا ہے۔ بہرحال انہوں نے وہ اناج دیا جو بائیس ہزار فرانک کا تھا اور اس کے بعد جب فصل آئی تو انہوں نے آکے بتایا کہ اس سال میری فصل گزشتہ سال سے دوگنی ہو گئی۔ چنانچہ اگلے سال وہ دوگنی جنس دینے کے لئے بوریاں لے کر گئے۔

لائبیریا کے امیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہاں کے مربی کیپ ٹاؤن کاؤنٹی کے دورے پر گئے۔ جاتے ہوئے ایک جماعت نگبینا (Nagbina) ہے۔ ان کو پیغام دیتے گئے کہ نماز مغرب کے وقت ہم آئیں گے۔ لیکن اگلی جو جماعت تھی ولور (Vilor) یہاں کافی بڑی جماعت ہے اور بڑی فعال جماعت ہے۔ چندہ دینے والے بھی ہیں۔ وہاں غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔ انہوں نے بھی سوچا کہ یہ نگبینا (Nagbina) کی جماعت جو ہے یہ عموماً کمزور جماعت ہے۔ قربانی کے لحاظ سے بھی کمزور ہے تو ان کو کہہ کر تو گئے تھے کہ مغرب کے وقت پہنچیں گے لیکن جس جماعت میں گئے ہوئے تھے وہ بڑی بھی تھی اور وہاں مصروفیت بھی زیادہ ہو گئی، اس لئے دیر ہو گئی تو عشاء کی نماز ہو گئی۔ جب عشاء کے وقت پہنچے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس جماعت میں بھی پہلی بار یہ دیکھنے میں آیا کہ 170 احباب انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ خلیفہ وقت نے کہا ہے کہ تمام کو شامل ہونا چاہئے تو ہم احباب یہاں تحریک جدید کا چندہ دینے کے لئے بیٹھے ہیں۔ تو جماعت کے افراد کی یہ روح ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ چندہ دینے والے نہیں یا کمزور ہیں لیکن جب صحیح رنگ میں ایک تحریک کی جائے۔ ان کو بتایا جائے۔ اہمیت بتائی جائے کہ مالی قربانی کی کیا اہمیت ہے؟ کیا کیا کام ہیں؟ جب لوگوں پر یہ واضح ہو جائے تو پھر ہر وقت وہ قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ پس اگر کمزوری ہے تو نظام میں کمزوری ہوتی ہے۔ لوگوں کے ایمان میں اللہ کے فضل سے کوئی کمزوری نہیں ہے۔

پھر لائبیریا کے ہی امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بلاور (Blavor) کے گاؤں میں اس سال نئی جماعت بنی ہے۔ اس گاؤں کی کوئی سڑک نہیں ہے بلکہ کچا راستہ بھی نہیں جاتا ایک پگڈنڈی جاتی ہے اور اس پر بھی جگہ جگہ نالوں کے اوپر درخت کے تنوں سے پُل بنے ہوئے ہیں اور ان درختوں کے اوپر سے گزرنا پڑتا ہے۔ کہتے ہیں ہمارے لوکل معلم وہاں دورے پر گئے۔ نئی جماعت تھی۔ اس کو بتایا کہ مالی قربانی کیا ہوتی ہے اور تحریک جدید کا تعارف کروایا کہ اگلے ہفتے پھر آئیں گے۔ تو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم بڑی دور دراز کی جماعت ہیں۔ جنگل میں رہتے ہیں۔ غریب لوگ ہیں لیکن راستہ ایسا ہے کہ تمہیں دوبارہ آنے کی تکلیف کی ضرورت نہیں۔ ہمیں سمجھ آ گئی ہے کہ چندے کی اور مالی قربانی کی کیا اہمیت ہے تو جو بھی ہمارے پاس ہے، ہم سے ابھی لے کر جاؤ۔ بجائے اس کے کہ دوبارہ آؤ اور پھر دوبارہ اس رستے کی تنگیاں اور تکلیفیں تمہیں برداشت کرنی پڑیں۔ تو یہ دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان دور دراز لوگوں کے دلوں میں بھی ڈال رہا ہے جن میں ابھی احمدیت آئی ہے اور حقیقت میں ان کو پوری طرح اس تعلیم کا اور اہمیت کا اندازہ ہی نہیں ہوا لیکن باوجود اس کے قربانیوں میں وہ پہلے دن سے ترقی کر رہے ہیں۔

پھر بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ پورتونووو کے ایک مشہور احمدی مشہودی صاحب ہیں۔ انہوں نے ایک ہزار پاؤنڈ سے زیادہ کی قربانی کی۔ اب افریقہ کے ملکوں میں اتنی بڑی قربانی بہت بڑی چیز ہے۔ جب ان کو مبلغ نے کہا کہ اتنی قربانی آپ کر رہے ہیں۔ وقف جدید کا بھی چندہ ہے اور دوسرے چندے بھی ہیں تو انہوں نے کہا کہ بیشک ہوں گے لیکن اس میں سے مَیں کم نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اور سامان پیدا فرما دے گا۔ تو یہ وہ روح ہے جو اِن لوگوں میں پیدا ہو رہی ہے۔

بہرحال یہ مربی نے بھی صحیح کیا کہ ان کو بتا دیا کیونکہ مقصد رقم اکٹھی کرنا نہیں ہے۔ مقصد وہ روح پیدا کرنا ہے جو ایک قربانی کی روح ہے۔ مالی قربانی کی روح ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے تزکیہ نفس بھی ہو۔

گزشتہ دنوں ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس ہو رہی تھی۔ ہر سال ہوتی ہے، یہاں بھی ہوتی ہے۔ تو وہاں پہلے تو ایک مولوی صاحب نے بڑی دھوآں دار تقریر کی کہ جماعت احمدیہ کو بڑی بڑی طاقتیں اور حکومتیں فنڈ کرتی ہیں جس کی وجہ سے یہ ترقی کر رہی ہے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد خود ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے نکلوا دیا اور وہ جوش میں یہ بھی کہہ گئے کہ دیکھو جماعت احمدیہ اس لئے ترقی کر رہی ہے کہ ان کے غریب بھی مالی قربانی کرتے ہیں اور یہ ان کا چندہ ہے جس کی وجہ سے دنیا میں وہ تبلیغِ اسلام کر رہے ہیں اور ہم سے وہ بہت آگے نکل گئے ہیں۔ بہرحال کسی حکومت کی نہ ہمیں مدد کی ضرورت ہے اور نہ لی جاتی ہے۔ یہ جماعت کے افراد کا اخلاص اور قربانی کی روح ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔

پھر بینن سے ہمارے ساوے ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک نو مبائع جماعت پیل (Peulh) میں تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا تو تحریک جدید کا تاریخی پس منظر بیان کیا گیا اور مالی قربانی کے بارے میں توجہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

دلائی۔ اجلاس کے آخر پر دوستوں نے اپنا اپنا چندہ پیش کیا۔ ایک دوست نے پوچھا کہ میرے پاس رقم تو نہیں لیکن چندہ دینے کی خواہش ہے۔ اس پر وہاں کے مقامی مبلغ نے اس کی رہنمائی کی کہ حسب استطاعت جو کچھ ہے وہ پیش کریں۔ اس پر وہ دوست گئے۔ بڑے غریب تھے۔ گھر سے مرغی کے دو انڈے لے کر آئے کہ اس وقت میرے پاس یہ ہیں۔ تو ان کو اور جماعت کو بھی بتایا گیا کہ یہ ان کی حیثیت کے مطابق بہت بڑی قربانی ہے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں کوئی قربانی چھوٹی نہیں۔ بس نیت نیک ہونی چاہئے۔ یہ باتیں جو افریقہ کے دور دراز ممالک میں ہو رہی ہیں اس طرف بھی توجہ پھیرتی ہیں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تحریک پر غریب عورتیں اسی طرح مرغیاں اور انڈے لے کے آ جایا کرتی تھیں اور یہ اس لئے ہے کہ دین اسلام کی اشاعت کی تڑپ ان لوگوں میں ہے۔

پھر مالی کی ایک رپورٹ ہے۔ ایک پرانے احمدی ابوبکر جارہ صاحب نے کسی وجہ سے چندہ دینا چھوڑ دیا اور آہستہ آہستہ جماعتی پروگراموں میں بھی آنا چھوڑ دیا۔ اس پر انہیں کافی سمجھایا مگر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ایک عرصے کے بعد وہ ایک دن مشن آئے اور اپنا چندہ ادا کیا اور بتایا کہ آج رات انہوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ بہت گہرے پانی میں ڈوب رہے ہیں اور کوئی ان کی مدد کے لئے نہیں آ رہا۔ اتنے میں وہ ایک کشتی دیکھتے ہیں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سوار ہیں۔ حضور نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کشتی میں اپنے ساتھ بٹھا لیا اور فرمایا کہ آئندہ کبھی بھی چندہ دینے میں سستی نہ کرنا۔ اس خواب کے بعد انہوں نے جماعت سے پختہ وعدہ کیا کہ آئندہ کبھی بھی وہ چندہ دینے میں سستی نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ جماعتی کاموں میں غفلت برتیں گے۔

پس جہاں یہ چندے کی اہمیت کا ثبوت ہے، وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی ثبوت ہے کہ دور دراز کے ایک ملک میں اور اس ملک کے بھی ایک دور دراز علاقے میں ایک شخص احمدیت قبول کرتا ہے۔ پھر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اس کی رہنمائی پھر خواب کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔

بینن کے ریجن کوتونو کے ایک زون کے ایک داعی الی اللہ شافیو صاحب بتاتے ہیں کہ جب وہ فطرانہ وصول کرنے کے لئے گئے تو اپنے علاقے کے ایک گھر میں پہنچے اور گھر کے سربراہ سے جب فطرانہ پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ میرے سارے گھر میں صرف یہ پندرہ سو فرانک سیفا ہی ہیں اور ایک دو روز میں میری بیوی کی ڈیلیوری ہونے والی ہے، بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس کے لئے مجھے ساڑھے چار ہزار فرانک سیفا چاہئے اور آج ہی میرا مالک مکان بھی کرائے کے ساڑھے تین ہزار فرانک وصول کرنے آیا ہے اور ناراض ہو کر گیا ہے کہ میں اسے کرایہ نہ دے سکا تو میرے پاس تو دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ بہرحال شافیو صاحب جو لوکل سیکرٹری ہیں۔ انہوں نے ان کو سمجھایا۔ گو ایسی حالت میں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ چندہ دو لیکن بہرحال انہوں نے اپنے حالات کے مطابق انہیں سمجھایا کہ ایسی حالت میں بھی اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو تو پھل لگتا ہے۔ بلکہ ایسے حالات میں تو ہمارے وہاں کے مبلغین کو چاہئے کہ ان لوگوں کی مدد کریں۔ لیکن بہرحال جو آگے واقعہ آتا ہے اس سے پتا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہونے والوں کی کس طرح مدد فرماتا ہے اور ان کے الفاظ کی کس طرح لاج رکھتا ہے۔ جب سیکرٹری صاحب نے ان کو کہا کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اور خدا کی راہ میں قربانی خوب پھل لاتی ہے تو اس نے ایک ہزار فرانک سیفا جو ہے وہ فطرانہ اور باقی پانچ سو تحریک جدید میں دے دیا۔ ابھی تین دن نہیں گزرے تھے کہ اسی آدمی نے بڑی خوشی سے بتایا کہ اس روز جب آپ ان سے چندہ وصول کر کے آئے تو ایک آدمی آیا اور مجھے دس ہزار فرانک سیفا دے کر کہنے لگا کہ یہ رقم اس فلاں آدمی نے بھجوائی ہے جس نے کبھی مجھ سے بارہ ہزار فرانک ادھار لئے تھے اور کئی مرتبہ مانگنے کے باوجود وہ قرض واپس نہیں کر رہا تھا۔ لیکن بغیر مانگے ہی چندہ دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس قرض لینے والے کے دل میں ڈالا اور اس نے وہ رقم لوٹا دی۔ کہتے ہیں کہ مالک مکان کا کرایہ بھی ادا ہو گیا اور خیر و خوبی سے میری بیوی کے ڈیلیوری بھی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد سے بھی نوازا۔

دارالسلام تنزانیہ کے ایک احمدی دوست عیسیٰ صاحب بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے نوے کی دہائی میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس سے پہلے وہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے لیکن احمدیت قبول کرنے کے بعد ایمان میں کافی ترقی کی۔ اب ماشاء اللہ موصی ہیں اور مالی قربانی کرنے والے ہیں۔ ہمیشہ اپنی اور اپنی فیملی کا چندہ وعدے سے زیادہ ادا کرتے ہیں۔ جماعتی تعلیمات کو بجالانے میں پرانے احمدیوں سے بہت آگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دارالسلام تنزانیہ کے ریجنل پریذیڈنٹ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب سے مَیں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی شروع کی ہے، اللہ تعالیٰ کے بہت سے افضال اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھے ہیں۔ اتنی برکات نازل ہوئی ہیں کہ جو بیشمار ہیں۔ مثال کے طور پر کہتے ہیں کہ خاکسار کا پہلے ایک گھر تھا۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین گھروں کا مالک ہوں۔ میری اولاد بھی بہترین جگہ پر تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

اسی طرح الاڈا ریجن کے مبلغ صاحب کہتے ہیں ایک مرتبہ سویو (Soyo) جماعت کے دورے پر گئے تو سات سال کی ایک بچی رشیدہ یا راشدہ، اب دیکھیں بچوں کے دل میں بھی کس طرح اللہ تعالیٰ ڈالتا ہے، ٹماٹر اور مرچیں اور مالٹے لے کر آئی اور کہا کہ وہ یہ سب تحریک جدید کے چندہ کے لئے لائی ہے۔ وہاں کے صدر صاحب نے بتایا کہ وہ ہر ماہ چندہ دیتی ہے اور اگر اس کی ماں چندے کے پیسے نہ دے تو وہ روتی ہے۔ جب معلم صاحب چندہ لینے آئے تو وہ سکول گئی ہوئی تھی۔ آج ہمیں دیکھ کر وہ گھر گئی اور پیسے نہ ملے تو اپنے کھیت کی یہ چند چیزیں بطور چندہ کے لے کے آئی ہے۔ پس یہ قربانی کی وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ بچوں میں بھی پیدا کر رہا ہے۔

نائیجیریا کی ایک جماعت اوکینے (Okene) کے صدر صاحب کہتے ہیں۔ خاکسار کچھ عرصہ مالی مشکلات کا شکار رہا اس کی وجہ سے کافی پریشانی ہوئی۔ پھر ایک دن مجھے خیال آیا کہ خاکسار نے تین ماہ سے چندہ ادا نہیں کیا۔ ممکن ہے اسی سبب خاکسار اس مالی پریشانی میں مبتلا ہو۔ اس پر مَیں نے تین ماہ بعد چار ہزار نائرہ چندہ ادا کیا۔ خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی ماہ خاکسار نے ایک قطعہ زمین بیچا جس پر میرے مولیٰ کریم نے آٹھ لاکھ نائرہ کا منافع عطا فرمایا۔ اس وقت میرے ایمان کو جہاں مزید تقویت ملی وہیں یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ اگر اس کی راہ میں قربانی کرو گے تو وہ ضرور کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس لوٹائے گا۔ اب انہوں نے کوگی (Kogi) سٹیٹ کے کیپیٹل لوکوجا (Lokoja) میں جماعت کو مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے ایک بہت بڑا پلاٹ بھی شہر کے علاقے میں لے کر دیا ہے۔

تنزانیہ سے ایک احمدی ماروِنڈا صاحب لکھتے ہیں کہ میری تعلیم میٹرک ہے۔ ایک عرصے سے بیروزگار تھا۔ مجھے ایک گیس کمپنی میں سیکیورٹی گارڈ کی ملازمت مل گئی۔ چھپن ہزار شلنگ تنخواہ مقرر ہوئی۔ میں نے اسی وقت خدا سے عہد کیا کہ مَیں اپنی تنخواہ پر چندہ جات شرح کے مطابق ادا کروں گا۔ خواہ مجھے کیسے ہی مسائل درپیش ہوں میں چندے میں سستی نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس خادم نے اپنے اس عہد کو نبھایا۔ کہتے ہیں کہ مَیں آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی مالی قربانی کے باعث اس گیس کمپنی میں سینیئر فیلڈ گیس آپریٹر کے عہدے پر فائز ہوں اور مجھے ڈیڑھ ملین شلنگ تنخواہ مل رہی ہے۔ میری علمی قابلیت صرف معمولی دسویں پاس ہی ہے۔ کمپنی کے قوانین کے مطابق میں اس عہدے کا اہل بھی نہیں ہوں۔ لیکن محض خدا تعالیٰ کے فضل سے شرح کے مطابق مالی قربانی کرنے کی یہ برکتیں ہیں کہ میں اس عہدے پر فائز ہوں اور آج بھی شرح کے مطابق چندہ ادا کرتا ہوں۔ پس یہ لوگ اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں اور وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ (التغابن: 17) ۔ اور اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو تو یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہے، اس مضمون کو سمجھنے والے ہیں۔ اس راز کو یہ لوگ سمجھنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ پھر ان کو نوازتا بھی ہے۔

شہاب الدین صاحب انڈیا کے انسپکٹر تحریک جدید لکھتے ہیں کہ ایک صاحب جو جڈ چرلہ کے صف اوّل کے مجاہد ہیں ان کا کاروبار متاثر ہو گیا۔ Real اسٹیٹ کا کاروبار تھا۔ کئی ماہ سے بہت پریشان تھے اور فون کر کے وہ چندوں کی ادائیگی کے لئے دعا کی درخواست بھی کرتے رہے۔ مجھے بھی انہوں نے لکھا۔ ایک دن رات کو یہ انسپکٹر شہاب صاحب کہتے ہیں کہ مجھے ان کا فون آیا۔ اپنے مالی حالات کی وجہ سے بڑے فکر مند تھے۔ انہوں نے ان کو کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ دو رکعت نفل پڑھیں اور سو جائیں۔ کہتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ فون آیا اور کہنے لگے کہ میری خاطر آپ تھوڑی دیر جاگتے رہیں میں آپ سے ملنے آ رہا ہوں۔ جب موصوف آئے تو ایک بڑی رقم ان کے ہاتھ میں تھی۔ کہنے لگے کہ جب میں یہ دعا کر رہا تھا تو ایک ایسا شخص جس کا بڑا کاروبار تھا اس کا فون آیا جس کے ذمّے میری بہت بڑی رقم قابل ادا تھی اور جس کے ملنے کی امید بھی نہیں تھی۔ اس نے مجھے فون کیا کہ فوراً آ کر اپنی رقم لے جاؤ۔ تو کہتے ہیں کہ کیونکہ میری چندہ کی نیت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فوراً یہ انتظام کر دیا۔

اسی طرح بشیر الدین صاحب قادیان کے نائب وکیل المال ہیں یہ کہتے ہیں کہ جماعت کے ایک مخلص دوست نے اڑھائی گنا اضافے کے ساتھ اپنا وعدہ لکھوایا اور اپنے آفس کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب یہ وہاں گئے۔ کچھ ہی دیر کے بعد موصوف نے سیکرٹری صاحب تحریک جدید کو فون کیا اور بتایا کہ وعدہ لکھوا کر مسجد سے باہر نکلتے ہی مجھے اپنے کاروبار میں مزید منافع ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ زائد منافع یقیناً اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور تحریک جدید کی برکت سے ہوا ہے۔ لہٰذا آپ میرا وعدہ دوگنا کر دیں۔ اڑھائی گنا اضافہ پہلے ہی وہ کر چکے تھے اب اس کو بھی دوگنا کر دیا اور اللہ کے فضل سے مکمل ادائیگی کر دی۔

اسی طرح کیرالہ انڈیا کے مربی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک جماعت کے ایثار پیشہ مخلص دوست نے گزشتہ سال اپنا تحریک جدید کا چندہ دوگنا اضافے کے ساتھ ادا کیا تھا اور بفضل تعالیٰ امسال بھی غیر معمولی

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اضافے کے ساتھ ادائیگی کی ہے۔ موصوف نے بتایا کہ انہوں نے سات سال قبل تیس ہزار روپے کے سرمائے اور صرف تین مزدوروں کے ساتھ کام شروع کیا تھا جبکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری انڈیا، دبئی اور انڈونیشیا میں Ruber Wood Furniture کی آٹھ فیکٹریاں ہیں جن میں پانچ سو سے زائد کاریگر کام کرتے ہیں۔ یہ ترقی جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ محض چندوں کی باشرح ادائیگی کی برکت سے ہے۔ موصوف کہتے ہیں کہ مَیں جب بھی چندہ ادا کرتا ہوں خدا تعالیٰ مجھے شام تک اس سے کہیں زیادہ عطا کر دیتا ہے اور مالی تنگی کا سوال ہی نہیں کہ کبھی میں نے محسوس کی ہو۔

وہاں ربوہ میں نائب وکیل المال عزیزم طلحہ احمد ہیں۔ کہتے ہیں۔ کراچی کے دورے پر میں گیا تو کلفٹن کے رہنے والے ایک خادم ہیں ان کو تحریک جدید کی تحریک کی۔ تو انہوں نے کہا آپ خود اضافہ کر دیں۔ بتائیں کتنا اضافہ کروں؟ مَیں نے کہا میرے سامنے تو آپ کے حالات نہیں ہیں۔ صرف حلقے کا ٹارگٹ ہے کہ اتنا ہونا چاہئے۔ جو کچھ آپ بہتر سمجھتے ہیں اپنی آمد کے لحاظ سے اضافہ کر دیں۔ اور ان کو واقعہ سنایا کہ وکیل المال صاحب سندھ دورے پر گئے تھے تو انہوں نے ایک شخص سے اسی طرح کہا تو انہوں نے بھی ان کو یہی کہا تھا کہ آپ اپنے حالات کے مطابق کریں۔ اگر میں کہہ دوں کہ پانچ لاکھ کر دیں تو آپ پانچ لاکھ دے دیں گے؟ بہرحال اس نوجوان نے کہا کہ کیونکہ اس شخص کی مثال دے کے پانچ لاکھ آپ کے منہ سے نکلا ہے تو مَیں پانچ لاکھ روپیہ تحریک جدید میں دیتا ہوں۔ اور ان کے ہاں بچے کی پیدائش ہونے والی تھی۔ پھر بعد میں آئے اور متوقع بچے کی طرف سے بھی ایک لاکھ روپیہ ادا کر گئے۔

اسی طرح ہماری عورتیں بھی کس طرح قربانیاں دیتی ہیں، امیر صاحب لاہور لکھتے ہیں کہ ایک خاتون نے اپنے کانوں کے طلائی بُندے تحریک جدید میں پیش کئے۔ معاشی تنگی کی وجہ سے پہلے ہی ان کا سب زیور بک چکا تھا اور ان کی بہن نے ان کو بڑے چاؤ سے یہ بُندے بنوا کر دیئے تھے اور وعدہ لیا تھا کہ کسی گھریلو ضرورت کے لئے تم یہ فروخت نہیں کرو گی۔ لیکن موصوفہ نے یہ چندہ تحریک جدید میں دینے کے بعد کہا کہ میں نے اپنی ضرورت کے لئے تو نہیں کئے خدا کی راہ میں دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب ضروریات پوری کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے ان کے مال میں بھی برکت پڑے اور ان کی قربانی قبول ہو۔ ویسے انتظامیہ کو بھی ایسے لوگوں کا خیال رکھنا چاہئے ان کے جیسے حالات ہوں ان کو اتنا مجبور بھی نہیں کرنا چاہئے۔ بعض دفعہ سیکرٹریان مال بھی یا سیکرٹریان تحریک جدید بھی لوگوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ان کے حالات دیکھ کے ان سے وصول کیا کریں۔

نیشنل سیکرٹری تحریک جدید جماعت جرمنی نے ایک مقروض دوست کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے تحریک جدید میں خصوصی وعدہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اتنی آمد بڑھا دی کہ قرض بھی ادا ہو گیا اور انہیں نیا مکان خریدنے کی بھی توفیق عطا فرمائی جو ان کے لئے بظاہر ناممکن تھا اور کہتے ہیں کہ میں پینتیس سال سے جرمنی میں رہ رہا ہوں کبھی اتنی آمد نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مجھے قرض سے نجات عطا فرمائی بلکہ اڑھائی ماہ میں چالیس ہزار یورو آمد بھی بڑھ گئی۔ آمد بھی عطا ہوئی۔ منافع بھی عطا ہوا۔

تحریک جدید کے سیکرٹری صاحب ایک خاتون کا لکھتے ہیں کہ میں تحریک جدید میں کچھ نہایت عاجزی سے پیش کرتی ہوں اور یہ ہے کہ میرا نام کسی کو نہ بتایا جائے کہ میں نے کیا دیا۔ (یہ نام نہ ظاہر کریں لیکن ان کی قربانی تو بہرحال ہے) کہ مَیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہوں۔ اور بہت سا زیور اور نقدی انہوں نے پیش کی۔ اور یہ کہا کہ دعا کریں کہ مجھے اپنے بیٹے کے لئے جو نیک خواہشات ہیں اللہ تعالیٰ وہ پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خواہشات پوری فرمائے۔

سوئٹزرلینڈ سے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ بیٹم ریڈزیپی (Betim Redzepi) صاحب ہمارے ایک مقدونین نژاد سوئس ہیں۔ پچھلے سال انہوں نے اکتوبر میں بیعت کی تھی۔ تحریک جدید کے سال ختم ہونے میں صرف پانچ دن باقی تھے۔ جماعت میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ایک ہزار سوئس فرانک کی غیر معمولی رقم بغیر وعدے کے تحریک جدید میں ادا کر دی اور اگلے سال کا وعدہ بھی ایک ہزار لکھوا دیا۔ پھر دوران سال جب انہیں مالی قربانی کی اہمیت کا پتا چلا تو انہوں نے اپنا وعدہ دوگنا کر دیا اور تحریک جدید کے ساتھ ساتھ وقف جدید میں بھی دو ہزار فرانک کا وعدہ لکھوا دیا۔ موصوف جس کمپنی میں کام کرتے ہیں اس نے انہیں ایک ایسے کورس کی آفر کر دی جو بہت مہنگا ہوتا ہے۔ یہ کمپنی بالعموم صرف ان ملازمین کو ہی کورس کرواتی ہے جن کے پاس تجربہ ہو اور جن کی عمر 35 سال سے زائد ہو۔ اور بہت سے لوگ یہ کورس کرنے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن انہیں یہ موقع نہیں ملتا۔ وہ کہتے ہیں کہ میری عمر تئیس سال ہے اور میں نے اس کورس کے بارے میں سوچا بھی نہ تھا لیکن کمپنی نے خود مجھے یہ کورس کروانے کی آفر کر دی۔ یقیناً یہ مالی قربانی کی برکت کا پھل ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا۔

پس یہ جو یورپ میں بھی نئے آنے والے ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ اس طرح اپنی ہستی کا یقین دلاتا ہے۔

اسی طرح ایک مقدونین سوئس احمدی بیکم (Bekim) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں مَیں جس کمپنی میں کام کرتا ہوں اس کا مالک بہت بخیل اور تنگدل انسان ہے۔ کسی کو پیسے دینا اس کے لئے بہت مشکل ہے۔ ورکرز (Workers) کو بہت تھوڑی تنخواہ دیتا ہے اور ورکر اکثر تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اور یا تو وہ مطالبات نظر انداز کر دیتا ہے یا ٹال مٹول سے کام لیتا ہے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ اس مالک نے مجھے اپنے دفتر بلایا اور کہا کہ مَیں تمہاری تنخواہ بڑھانا چاہتا ہوں۔ اس پر میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ تو اس معاملے میں بڑا سخت رویہ رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے از خود میری تنخواہ بڑھانے کا کیوں سوچا ہے۔ اس پر مالک کہنے لگا مجھے نہیں علم لیکن یہ بات میرے دل میں بڑے زور سے آئی ہے اور کافی عرصے سے مَیں نے تمہاری تنخواہ نہیں بڑھائی۔ اس لئے مجھے تمہاری تنخواہ میں اضافہ کر دینا چاہئے۔ یہ کہتے ہیں کہ بغیر کسی ظاہری وجہ کے میری تنخواہ میں اضافہ ہو گیا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اور صرف مالی قربانی کا نتیجہ ہے۔

یہاں نصیر دین صاحب لندن کے ریجنل امیر ہیں۔ یہ ایک دوست کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک احمدی دوست نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی کہ چندہ تحریک جدید کے سلسلے میں میری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خیال میرے دل میں ڈالا گیا کہ دفتر جاتے ہوئے ٹرین پر جانے کی بجائے بس پر سفر کیا کروں۔ اس طرح مجھے مفت سفر کی سہولت ملے گی اور کافی بچت بھی ہو جائے گی۔ بس میں سفر کرنے میں اگرچہ نصف گھنٹہ زیادہ لگتا ہے لیکن میں نے فوری طور پر اس کے مطابق عمل شروع کر دیا۔ اس طرح روزانہ دو پاؤنڈ کی بچت ہونے لگی اور سال بھر میں وہ ایسا کرتے رہے اور کُل چار سو پاؤنڈ کی بچت ہوئی جو تحریک جدید میں چندہ ادا کر دیا تو اس طرح بھی لوگ سوچتے ہیں۔

یہیں لندن میں ہی ایک صاحب کے گھر ڈکیتی ہوئی سارا گھر کا مال لوٹ لیا گیا۔ لیکن ایک ہزار پاؤنڈ جو انہوں نے چندہ تحریک جدید کے لئے رکھا ہوا تھا وہ محفوظ رہا۔ وہ انہوں نے آ کر ادا کر دیا کہ یہ کیونکہ چندے کی رقم تھی جو چوری ہونے سے بچ گئی اس لئے مَیں پیش کر رہا ہوں۔ پس چوروں سے احتیاط بھی ضروری ہے کیونکہ آجکل پولیس بھی خاص طور پر ایشینز کو ہوشیار کر رہی ہے کہ گھر میں زیور وغیرہ نہ رکھا کریں۔ لیکن بعض لوگ ضرورت سے زیادہ احتیاط کرتے ہیں۔ گھروں کو، کھڑکیوں کو، روشن دانوں کو، دروازوں کو تالے لگا کر چابیاں بھی چھپا دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے پھر جب خود ان کو باہر نکلنے کی ضرورت پڑتی ہے تو مَیں نے سنا ہے کہ بعض بیوی بچے پھر مشکل میں گرفتار ہوتے ہیں کہ کس طرح باہر نکلیں۔ تو اتنی بھی احتیاط ضروری نہیں۔ احتیاط بیشک کریں لیکن ایک مناسب طور پر۔

اسی طرح آسٹریلیا کے مشنری انچارج صاحب لکھتے ہیں کہ گزشتہ دنوں خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا وہاں میں نے خدام اطفال کو تحریک جدید کی طرف توجہ دلائی۔ اطفال کو وہاں واؤچرز کی صورت میں انعامات بھی دیئے گئے۔ تو ارسلان اور عاطف اور کامران یہ تین اطفال قابل ذکر ہیں۔ ان کو 89 ڈالر کے واؤچر انعام ملے۔ کہتے ہیں کہ تحریک کے بعد ان اطفال نے اپنے جیب خرچ میں سے گیارہ ڈالر کی مزید رقم ملا کے سو ڈالر بنا کر فوری طور پر تحریک جدید میں ادا کر دیئے۔

تو یہ چند واقعات میں نے بہت سے واقعات میں سے بیان کئے ہیں اور صرف پرانے احمدی قربانیاں نہیں دے رہے بلکہ نومبائعین بھی، بچے بھی اور عورتیں بھی جیسا کہ مَیں نے کہا افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی حیرت انگیز طور پر قربانیاں دے رہے ہیں اور ان کی قربانی کے اس جذبے کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

ایک مربی صاحب نے مجھے لکھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب چندہ عام لیا جاتا ہے تو پھر یہ تحریک جدید، وقف جدید کے چندوں کی کیا ضرورت ہے۔ خود ہی مربی صاحب نے یہ بھی لکھ دیا کہ یہ جو اعتراض کرنے والے تھے عموماً چندہ عام میں بھی کمزور ہیں اور مسجد میں بھی بہت کم آنے والے ہیں اور چندے بھی نہ دینے والوں میں سے ہیں۔ تو اس کا جواب تو اسی میں آ گیا۔ ایسے لوگ ہیں جو اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ چندہ عام یقیناً پہلی ترجیح ہے اور ہر کمانے والے کو یہ دینا چاہئے۔ اس کے بعد پھر حسب توفیق تحریک جدید اور وقف جدید یا دوسری تحریکات کے چندے دیں۔ لیکن نومبائعین کو عادت ڈالنے کے لئے اور بچوں کو عادت ڈالنے کے لئے، نہ کمانے والے مردوں اور عورتوں کو یہ جو عام مالی قربانی ہے اس میں حصہ ڈالنے کے لئے یہ تحریکات ہیں کیونکہ چندہ عام ان کے لئے ضروری نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ اشاعت اسلام کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وسعت پیدا ہو رہی ہے اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے لئے بہرحال ہمیں مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ دینی پڑے گی اور دینی چاہئے۔ یہ ایک آدھ معترضین جو ہوتے ہیں بعض دفعہ کسی جماعت میں بھی دوسروں کے دماغوں میں بھی زہر بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی معلومات کے لئے صرف مَیں اتنا بتا دیتا ہوں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے نے دنیا کے تمام ممالک کو کور (cover) کیا ہوا ہے اور دس سیٹلائٹس کے ذریعہ سے ایم ٹی اے کی نشریات نشر ہو رہی ہیں۔ صرف ان سیٹلائٹس کا خرچ علاوہ ایم ٹی اے کے دوسرے اخراجات سٹوڈیو، عملہ، سامان وغیرہ کے اتنے زیادہ ہیں کہ جب غیروں کے سامنے یہ بتایا جائے کہ اس طرح ہمارے سیٹلائٹس چل رہے ہیں اور بغیر کسی اشتہار کے چل رہے ہیں اور مالی قربانیوں سے چل رہے ہیں تو ان کے لئے ایک حیرت ہوتی ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ گو ایم ٹی اے کے لئے بھی بعض جماعتیں چندہ دیتی ہیں، لوگ بھی دیتے ہیں لیکن اخراجات کے مقابلے میں وہ آمد بالکل معمولی ہے اور دوسری مدّات سے پھر (ضروریات)

پوری کی جاتی ہیں۔اسی طرح ہم ایم ٹی اے کے لئے اب مختلف ممالک میں سٹوڈیوز بھی بنا رہے ہیں۔

پھر اس سال صرف جو مساجد اور سکول اور ہاسپٹل تعمیر کئے گئے یا مرکزی طور پر ان کے اخراجات کئے گئے، مقامی طور پر نہیں، جو مقامی اخراجات ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں، مرکزی طور پر جو اخراجات کئے گئے ہیں وہی تقریباً اس کُل رقم کے برابر ہیں جو اس سال تحریک جدید کی رقم ہے۔ چندہ عام اور وقف جدید علیحدہ ہے۔صرف تعمیری اخراجات اور دوسرے بے شمار اخراجات ہیں۔ بہر حال یہ تو میں نے ایک معمولی سا خاکہ کھینچا ہے۔ اگر کسی کے دل میں اعتراض ہے تو بیشک ہوتا رہے۔ہمیں پتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے نظام کے تحت اخراجات کئے جاتے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ جتنا بچایا جائے رقم بچائی جائے اور صحیح طور پر خرچ ہو۔ جماعتوں کو بھی مزید احتیاط کرنی چاہئے تا کہ ہم زیادہ سے زیادہ بچت کر کے اللہ تعالیٰ کے کاموں کو مزید وسعت دے دیں۔کم سے کم رقم میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ خود مومنین کے دل میں ڈالتا ہے کہ قربانی کرو۔ یہ چند مثالیں مَیں نے دی تھیں۔ ہماری کوشش تو اس کا عُشرِ عشیر بھی نہیں ہوتی۔ یہ تحریک اللہ تعالیٰ اس لئے فرماتا ہے کیونکہ اسے پتا ہے کہ دینی ضروریات کیا ہیں اور خود تیار کرتا ہے جیسا کہ میں نے مثال بھی دی تھی کہ افریقہ کے ایک دور دراز ملک میں بیٹھے ہوئے شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں ثواب میں حصہ دار بنا رہا ہے اور ایک نیکی جو ہے اسی سے پھر اگلی نیکیوں کے رستے بھی کھلتے چلے جاتے ہیں۔

جیسا ہم جانتے ہیں تحریک جدید کا سال نومبر میں شروع ہوتا ہے اب میں اس وقت گزشتہ سال کی رپورٹ اور نئے سال کا اعلان کروں گا۔ یہ سال تحریک جدید کا اسّی واں (80) سال تھا جو 31؍اکتوبر 2014ء کو ختم ہوا اور رپورٹس کے مطابق اس سال میں چوراسی لاکھ ستّر ہزار آٹھ سو پاؤنڈ کی مالی قربانی جماعت نے دی۔ الحمد للہ۔ یہ وصولی گزشتہ سال کے مقابلے پہ چھ لاکھ ایک ہزار کچھ سو زیادہ ہے۔ اور پاکستان باوجود اپنے حالات کے اس دفعہ بھی پہلے نمبر پر ہی ہے۔ پاکستان والے مالی قربانیوں میں بھی بڑھے ہوئے ہیں اور جان کی قربانیوں میں بھی بڑھے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے حالات ایسے کرے کہ اللہ تعالیٰ جلد آسانیاں پیدا فرمائے اور انہیں سکون نصیب فرمائے اور وہاں بھی ایسے حالات پیدا ہوں کہ جماعت کی تبلیغ کے بھی راستے مزید کھلتے چلے جائیں۔

پاکستان کے علاوہ باہر کی جو دس جماعتیں ہیں ان میں جرمنی پہلے نمبر پر ہے۔ برطانیہ دوسرے نمبر پر۔ پچھلے سال یو۔کے کا تیسرا نمبر تھا۔اب دوسرے نمبر پر آ گئے ہیں۔امریکہ تیسرے نمبر پر۔کینیڈا چوتھے پہ، انڈیا پانچویں پہ، آسٹریلیا چھٹے پہ، انڈونیشیا ساتویں پہ، آسٹریلیا بھی ایک نمبر اوپر آ گیا اور انڈونیشیا پیچھے چلا گیا۔

اس کے علاوہ مڈل ایسٹ کی دو جماعتیں ہیں۔ پھر سوئٹزرلینڈ، گھانا اور نائیجیریا ہیں۔

پہلی دس جماعتوں میں کرنسی کے لحاظ سے وصولی میں جو اضافہ ہے وہ گھانا نمبر ایک پہ ہے۔انہوں نے مقامی کرنسی کے حساب سے تقریباً پچاس فیصد اضافہ کیا ہے۔آسٹریلیا نمبر دو پر ہے۔انہوں نے چوالیس فیصد۔ پھر کچھ مڈل ایسٹ کی جماعتیں ہیں سترہ فیصد۔سوئٹزرلینڈ تقریباً پندرہ فیصد۔ پاکستان چودہ فیصد۔ یوکے تقریباً پونے چودہ فیصد۔ انڈونیشیا ہے۔ پھر بھارت اور جرمنی برابر ہیں۔ کینیڈا ان دس جماعتوں میں آخری نمبر پہ ہے۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ پہلے نمبر پر اور سوئٹزرلینڈ دوسرے نمبر پر اور آسٹریلیا تیسرے نمبر پہ ہے۔

گزشتہ چند سالوں سے، دو تین سال سے میں توجہ دلا رہا ہوں کہ تحریک جدید میں اور وقف جدید میں تعداد میں اضافہ ہونا چاہئے۔ یہ نہ دیکھیں کہ رقم بڑھتی ہے کہ نہیں۔رقم تو خود بخود بڑھ جاتی ہے، مخلصین کی تعداد میں اضافہ ہونا چاہئے۔تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال یہ کل تعداد بارہ لاکھ گیارہ ہزار سات سو ہوگئی ہے اور گزشتہ چار سال میں اس تعداد میں جو نئے شامل ہوئے ہیں تقریباً چھ لاکھ کا اضافہ ہوا ہے۔اور ان میں بھی بعض جماعتیں اچھا کام کر رہی ہیں جن میں کبابیر نمبر ایک پر ہے۔بینن ہے۔نائیجر ہے۔گیمبیا ہے۔سینیگال ہے۔کیمرون ہے۔گنی کناکری ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے گھانا نمبر ایک پر ہے۔اس کے بعد نائیجیریا۔پھر ماریشس۔ برکینافاسو۔تنزانیہ۔بینن۔گیمبیا۔کینیا۔سیرالیون۔یوگنڈا ہے۔

دفتر اوّل کے کھاتے: اللہ کے فضل اس میں سے پانچ ہزار نو سو ستائیس افراد ہیں۔ دفتر کے ریکارڈ کے مطابق ایک سو پانچ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیات ہیں۔ باقی وفات یافتگان کے پانچ ہزار آٹھ سو بائیس کھاتے ان کے ورثاء یا دوسرے جماعتی مخلصین نے جاری کئے ہوئے ہیں۔

قربانی کے لحاظ سے پاکستان میں جو تین بڑی شہری جماعتیں ہیں ان میں اوّل لاہور ہے۔ دوم ربوہ ہے۔سوم کراچی ہے۔

پاکستان کے جو اضلاع ہیں ان میں دس اضلاع۔ سیالکوٹ نمبر ایک ہے۔فیصل آباد۔ پھر سرگودھا۔ گوجرانوالہ۔عمرکوٹ۔ گجرات۔ بدین۔ نارووال۔ٹوبہ ٹیک سنگھ۔قصور اور ننکانہ صاحب۔

جرمنی کی جو پہلی دس جماعتیں ہیں ان میں روئیڈر مارک۔نوئیس۔فلوئرز ہائم۔مہدی آباد۔ درائے ایش۔وُرس برگ۔نیڈا۔ بروخسال۔ مارک برگ۔نوئے ویڈ۔

لوکل عمارتیں جو ہیں ان میں ہیمبرگ۔فرینکفرٹ۔گراس گراؤ۔ڈارمشٹڈ۔ ویزبادن۔من ہائیم۔ آفن باخ۔ڈیٹسن باخ۔موئرفیلڈن۔والڈورف۔ریڈشٹڈ۔

وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی پہلی دس جماعتیں۔مسجد فضل۔ ووسٹر پارک۔ نیو مالڈن۔ ویسٹ ہل۔ماسک ویسٹ۔برمنگھم سینٹرل۔چیم۔ رینز پارک۔ جلنگھم۔ بیت الفتوح نمبر دس پہ ہے۔

چھوٹی جماعتوں والے کہتے ہیں ہمارا بھی بتایا کریں تو لمنگٹن سپا نمبر ایک پر ہے۔پھر بورن متھ ہے۔وولور ہیمپٹن ہے۔سپین ویلی ہے اور کوینٹری ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی پانچ ریجنز لنڈن۔مڈلینڈز۔ نارتھ ایسٹ۔ساؤتھ۔اور مڈل سیکس ہیں۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی پہلی پانچ جماعتیں سلیکون ویلی۔ لاس اینجلس ایسٹ۔ ڈیٹرائٹ۔سی ایٹل (Seattle)۔ہیرس برگ ہیں۔

کینیڈا کی لوکل امارات میں نمبر ایک کیلگری۔ پیس ویلج۔وان اور وینکوور۔اور وصولی کے لحاظ سے پانچ قابل ذکر جماعتیں ایڈمنٹن۔آٹوا۔ڈرہم۔سسکاٹون۔ساؤتھ ملٹن۔جارج ٹاؤن اور لائیڈ منسٹر ہیں۔

انڈیا کے پہلے دس صوبہ جات۔ کیرالہ نمبر ایک۔ تامل ناڈو۔ کرناٹک۔ آندھرا پردیش۔ جموں وکشمیر۔ اڑیسہ۔ بنگال۔ پنجاب۔ دہلی اور لکشدیپ۔پہلی دس جماعتیں۔نمبر ایک کیرولائی۔ نمبر دو کالی کٹ۔پھر حیدر آباد۔ پھر قادیان۔ کنانور ٹاؤن۔ پینگاڈی۔سولور۔کولکتہ۔ چنائی۔ بنگلور۔

آسٹریلیا کی پہلی دس جماعتیں۔ بلیک ٹاؤن۔ملبرن۔ایڈیلیڈ۔ مارزڈن پارک۔کینبرا۔ ماؤنٹ ڈرواِٹ۔برسبین۔تسمانیا۔ پرتھ اور ڈارون۔

اللہ تعالیٰ ان سب کی مالی قربانیاں قبول فرمائے۔ان کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور جماعتی نظام کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ ان اموال کو صحیح رنگ میں خرچ کرنے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ہمارے مقامی معلم اور مبلغ مکرم الحاج یوسف ایڈوسئی صاحب گھانا کا ہے جو 2؍نومبر کی شب پونے بارہ بجے کماسی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔2؍نومبر کی صبح یہ بولگا ٹانگا (Bolgatanga) جماعت کی دعوت پر ان کی ریجنل مسجد کی تعمیر میں رہنمائی کی غرض سے کماسی سے کافی فاصلے پر بولگا گئے۔کوئی پانچ چھ سو کلو میٹر ہے۔ پھر ٹمالہ ریجن میں نومبائعین کے لئے ایک زیر تعمیر مسجد کا دورہ کیا۔ پھر اب آپ نے ٹمالے میں رات گزارنی تھی لیکن آپ نے اصرار کیا کہ واپس کماسی جانا ہے۔کماسی میں رہتے ہیں۔اور وہاں شہر میں داخل ہونے سے پہلے ان کو کچھ پیشاب کی حاجت ہوئی۔تکلیف ہوئی لیکن ضعف بڑھ گیا تھا۔ڈرائیور نے بڑی مشکل سے ان کی کار سے اُترنے میں مدد کی۔ بہر حال اس کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے پیٹ میں درد ہے اور جلدی چلو۔اپنے گھر پہنچ گئے۔گھر پہنچ کے بجائے کمرے میں جانے کے وہیں برآمدے میں ہی تکیہ منگوا کے لیٹ گئے اور پیٹ درد کی دوبارہ شکایت کی۔ گھر والے ان کو فوراً ہسپتال لے گئے۔ اس وقت آپ ہوش میں تھے۔ڈاکٹر کو کہنے لگے کہ مجھے سلا دو۔لیکن جب معائنہ شروع کیا تو اس وقت ان پر نزع کی کیفیت طاری ہو چکی تھی اور اسی دوران آپ کی وفات ہوگئی جس پر ڈاکٹر نے بچوں کو کہا کہ میں آپ کے والد کو پہلے سے نہیں جانتا لیکن ان کی موت کو دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایک عظیم انسان تھے۔

15؍دسمبر 1942ء کو کماسی میں عیسائی گھر میں پیدا ہوئے اور مذہب کی طرف بچپن سے غیر معمولی رجحان تھا۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ویسٹ ریجن میں اپنے چچا کے ہمراہ رہتے ہوئے وہیں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ خیال آیا کہ اگر دنیا کی تمام رنگینیاں اور دولت حاصل کرلوں تو مجھے کیا فائدہ ہوگا اگر خدا مجھ سے راضی نہ ہو۔ بہر حال چچا کا کیونکہ سینما کا کاروبار تھا اور اس کی وجہ سے ان کو بھی فلمیں وغیرہ دیکھنے کی عادت پڑ رہی تھی تو اس پہ ان کو بڑی کراہت آئی اور چھوڑ کے آ گئے۔

پھر رومن کیتھولک چرچ میں جا کر انہوں نے دعا کی کہ اے خدا! اگر میرا جینا تیری ناراضگی کا باعث ہوگا تو جس وقت تو مجھ سے راضی ہوگا اس وقت میری جان لے لینا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی دعا ایسی قبول کی۔ پھر ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔لگتا ہے وہیں موقع پر اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی۔ کہتے ہیں کہ دعا سے فارغ ہو کے جب باہر نکلے تو ایک دوست ان کو باہر ملا اور کہنے لگا جوزف! (ان کا پہلا نام جوزف تھا) کہ مجھے ایک جماعت کی تبلیغ سننے کا اتفاق ہوا ہے جو مجھے پسند آئی ہے اور اب میں اس جماعت میں داخل ہونے کے لئے مشن ہاؤس جا رہا ہوں۔ یوسف ایڈوسئی صاحب کو انہوں نے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ جانا پسند کرو گے تو چلو۔انہوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ یہ دونوں کماسی مشن ہاؤس آ گئے جہاں ان کی ملاقات مبلغ سلسلہ سے ہوئی۔مبلغ نے ان دونوں سے پوچھے بغیر کہ کون بیعت کرنے آیا ہے دونوں کو شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں۔ پھر اس کے بعد پوچھا کہ کون بیعت کرنے آیا ہے۔تو اس کو سنتے ہی یوسف ایڈوسئی صاحب

نے بلا تأمّل کہا کہ ہم دونوں بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ احمدیت میں شامل ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی اور اس کے بعد آپ کو اپنے والدین کی مخالفت کا خاص طور پر باپ کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ اس بیعت پر قائم رہے اور حق سے پیچھے نہیں ہٹے بلکہ بعد میں معلم بن کے بلکہ اس سے بھی پہلے اپنے والد کو اتنی تبلیغ کی کہ انہوں نے بھی احمدیت قبول کر لی۔

بیس سال کی عمر میں انہوں نے جامعۃ المبشرین گھانا سے تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ان کی امینہ ایڈوسئی صاحبہ سے شادی ہوئی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مسلسل روحانی منازل طے کرتے رہے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ شدید بیمار ہو گئے اور ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر آپ کو ٹانگ کاٹنے کا مشورہ دیا کہ اس کے علاوہ کوئی حل نہیں۔ بلکہ بعض ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ لاعلاج مرض ہے تم زیادہ دیر زندہ بھی نہیں رہ سکتے۔ آخر کہتے ہیں کہ ڈاکٹر علاج کرنے سے تنگ آ جاتے تو کوئی مرتبہ مَیں خود درد کا ٹیکہ لگاتا۔ متاثرہ ٹانگ کو دیکھتا اور کہتا کہ اے میری ٹانگ! میں خدا کا بندہ اور مسیح موعود کا خادم ہوں۔ مَیں نے مختلف جگہوں پر جا کر تبلیغ کرنی ہے اور تُو اس راہ میں روک نہیں بن سکتی۔ میں نے خود بھی ان کو دیکھا ہے تبلیغ کا بے انتہا شوق تھا۔

پھر ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے علاج کی غرض سے امریکہ بھجوا دیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ڈاکٹر صاحب کو جو خط لکھا وہ یہ تھا کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ یوسف کے علاج میں حصہ لے رہے ہیں۔ یہ مت خیال کریں کہ یوسف آپ کے پاس آئے ہیں بلکہ سمجھیں کہ مَیں خود آپ کے پاس آ گیا ہوں کیونکہ یوسف صاحب مجھے بہت عزیز ہیں اور اس لئے ان کا اتنا ہی خیال رکھیں جتنا آپ میرا رکھ سکتے تھے۔

بہر حال ان کے چار آپریشن تجویز ہوئے جو ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نے کرنے تھے۔ تیسرے آپریشن کے بعد یوسف صاحب نے کہا کہ میں نے آپریشن نہیں کرانا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو لکھا کہ آپریشن نہیں کروانا چاہتے تو انہوں نے کہا کہ نہیں کروانا چاہتے تو ٹھیک ہے نہ کروائیں۔ لیکن انہوں نے اس سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں ایک خط لکھ دیا تھا کہ انہوں نے خواب دیکھی ہے۔ اس بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی کہا کہ اگر یہ نہیں کروانا چاہتے تو نہ کروائیں لیکن یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفایاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دی۔ یوسف صاحب کہتے ہیں کہ مَیں اپنے کمرے میں تھا کہ کشفاً دیکھا کہ کمرے کی دیوار پر ایک آیت لکھی جا رہی ہے اور اس کے پیچھے ایک نامعلوم آواز میں اس آیت کی تلاوت کی آواز آ رہی ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حم السجدة:31)۔ تلاوت کے بعد ایک اجنبی آدمی کمرے میں داخل ہوا اور اس نے آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ یوسف فکر مت کرو۔ یہ بیماری تو ختم ہونے ہی والی ہے اور تم جلد شفایاب ہو جاؤ گے۔ کہتے ہیں نو سال تک بیماری میں مبتلا تھے مگر اس کے بعد ایسا معجزہ ہوا کہ آخر تک، اب تک ان کو دوبارہ اس کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوئے۔ بلکہ مبلغ کوثر صاحب بتاتے ہیں کہ قادیان میں 2005ء میں مجھے ملے۔ کیونکہ انہوں نے امریکہ میں ان کی حالت دیکھی ہوئی تھی تو چھلانگیں لگا کر دکھایا کہ دیکھو میری ٹانگ بالکل ٹھیک ہے۔ کوئی اثر نہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ملا تھا کہ 63 سال کی عمر میں وفات پا جائیں گے۔ لہٰذا جب 63 سال کے ہونے والے تھے تو اپنی اولاد کو بتایا اور قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی کہ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ (البقرة:134)۔ تو کہتے ہیں کہ میں نے اولاد کو جمع کر کے پوچھا کہ میرے بعد تم کس خدا کی پرستش کرو گے؟ جس طرح یعقوب نے پوچھا تھا اسی طرح اب میں سب سے پوچھتا ہوں کہ کس رب کی عبادت کرو گے؟ اولاد نے جواباً کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ آپ نے کہا کہ میری زندگی تمہارے سامنے ہے۔ میں نے اپنی ساری زندگی جماعت کے لئے صَرف کر دی۔ اب میری موت کا وقت قریب آنے والا ہے اور میرا سچا وارث وہی ہو گا جو سب سے زیادہ متقی ہو گا۔ اس کے کچھ دن بعد انہوں نے اپنے بھائی الحاج شریف صاحب کو بتایا کہ جس دن میں 63 سال کا ہوا تھا تو اس دن واقعتہً ملک الموت آیا تھا مگر میں نے کچھ مہلت مانگی اور فرشتے نے کہا ٹھیک ہے۔ کچھ مہلت دے دی جائے گی۔ آپ نے مزید بتایا کہ اگرچہ فرشتہ نے معین طور پر کچھ نہیں بتایا لیکن انہیں لگتا ہے کہ ستّر سال کی عمر کے لگ بھگ انہیں مہلت دے دی جائے گی۔ جب مولانا وہاب آدم صاحب مبلغ انچارج بیمار ہوئے ہیں اور وہاب آدم صاحب کا انتقال ہوا ہے تو پھر کہتے تھے اب عنقریب میری باری آنے والی ہے۔ گھانا کے یہ مخلصین جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ جماعت کو مزید مخلصین عطا فرمائے۔ یہاں جلسے پر بھی اس سال آئے ہوئے تھے۔ کچھ بیمار بھی تھے۔ علاج کے لئے ان کو میں نے ڈاکٹروں کو یہاں دکھوایا بھی تھا تو ان کی جلدی یہی تھی کہ نہیں اب میرا خیال ہے مَیں واپس چلا جاؤں تو بہر حال ڈاکٹروں نے بھی یہی کہا کہ علاج تو وہیں بھی ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک دفعہ یہاں یوکے میں جلسے پر تقریر کے دوران آپ کو بلایا اور آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سٹیج پر فرمایا تھا کہ یوسف مجھے پتا ہے کہ آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ کے نیک اعمال سب کے سامنے بیان کئے جائیں مگر آپ کے اعمال خود بخود ظاہر ہو گئے ہیں اور مَیں جماعت کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ بہت نیک اور متقی انسان ہیں۔ اور اس عرصے میں یہ باتیں سن کے مستقل رو رہے تھے۔

جب مَیں پہلی دفعہ 2004ء میں دورے پر گیا ہوں تو وہاں بھی مالی قربانی میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے پیش پیش تھے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ایک دوائی انہوں نے ایجاد کی تھی۔ جس کی بہت زیادہ مارکیٹنگ ہوئی اور ان کو اس سے کافی منافع ملتا تھا۔ اس سے انہوں نے بہت ساری مساجد تعمیر کروائی ہیں۔ گھانا میں تقریباً چالیس پینتالیس مساجد تعمیر کروائی ہوں گی اور بعض اچھی اچھی مساجد ہیں۔ بڑی وسیع مساجد ہیں اور اسی طرح تبلیغی سینٹر بھی ہے۔ اس وقت انہوں نے مجھے دکھایا کہ یہ تبلیغ سینٹر بھی ہے اور یہ بھی انہوں نے تعمیر کروایا تھا۔ اس وقت میں نے ان کو کہا تھا کہ آپ دوسروں کو بھی خدمت کا موقع دیں، ہر چیز آپ خود ہی لئے چلے جا رہے ہیں تو بڑی عاجزی سے انہوں نے کہا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے رہا ہے اس وقت تک میں کوشش کرتا رہوں گا۔ بہت سادہ، کشادہ دل، مخلص، متقی، صاحبِ کشف، تہجد گزار، نرم خو، اعلیٰ اخلاص سے متصف تھے۔ خلافت سے بیحد محبت کرنے والے انسان تھے۔ کھانے کی بھی بچت کیا کرتے تھے۔ گھر میں ایک دن بہت زیادہ کھانا ضائع ہو گیا۔ انہوں نے دیکھا تو نماز پڑھتے ہوئے رو پڑے۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رزق دیا ہے اور ہم نے اسے ضائع کر دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ ان کا ایک بیٹا حافظ اسماعیل احمد ایڈوسئی جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل میں شاہد کے سات سالہ کورس میں پڑھ رہا ہے۔ کہتا ہے کہ میں حفظ قرآن مکمل کر کے گھر واپس آیا تو خاکسار کا غیر معمولی احترام کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میرے سے کوئی ایسی حرکت ہو گئی جس سے آپ ناخوش ہوئے تو یوسف صاحب اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ جو قرآن آپ کی یادداشت میں ہے اس قرآن کا احترام کرتے ہوئے میں آپ کو ڈانٹ نہیں سکتا مگر آپ کو بھی چاہئے کہ اس قرآن کا احترام کرتے ہوئے ایسی حرکتیں نہ کریں۔ کہتے ہیں اگر مجھے ڈانٹ دیتے تو مجھ پر اتنا اثر نہ ہوتا جتنا اس بات نے مجھ پر اثر چھوڑا۔ کہتے ہیں میرے والد اور والدہ نے میری تربیت کی کہ مبلغ بنوں اور جب کبھی پیسے لینے جاتا تو تھوڑے پیسے دیتے اور مجھے کہتے کہ تم نے مبلغ بننا ہے اور ہر مبلغ کو چاہئے کہ تھوڑے پیسوں میں اکتفا کرے اور فضول خرچی سے اجتناب کرے۔ باریک باریک باتوں کی طرف مجھے توجہ دلاتے۔ ایک مرتبہ آپ کے ساتھ وضو کر رہا تھا۔ آپ نے مجھ سے پہلے وضو کر لیا اور کہا کہ حافظ صاحب! آپ نے مبلغ بننا ہے اور مبلغین کی بہت ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور وقت کم ہوتا ہے اس لئے تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ تو یہ مبلغین کے لئے بھی ایک نمونہ تھے۔ جیسا کہ میں نے کہا تبلیغ بے انتہا کیا کرتے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق، لگن اور تڑپ تھی۔ سادگی بے انتہا کی تھی۔ یہ میں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت زیادہ فراخی بھی عطا فرمائی اور اس سے انہوں نے جماعت پر خرچ کیا۔ مساجد تعمیر کروائیں اور یہ جو آخری سفر تھا یہ بھی جیسا کہ بیان ہوا ہے مسجد کی تعمیر کے لئے ہی اختیار کیا۔ قرآن کریم سے بھی ان کو عشق تھا۔ گھانا کی جو ایک علاقائی زبان چُوئی (Twi) ہے اس میں قرآن کریم کے ترجمے کی بھی ان کو توفیق ملی۔ مالی قربانی میں تو خیر صف اول میں تھے ہی۔ وہاب آدم صاحب کے بیٹے نے لکھا ہے اور بہر حال یہ غیر معمولی انسان تھے اور سلسلے کا غیر معمولی درد رکھنے والے تھے اور خدمت کا جذبہ اور شوق رکھنے والے تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ اور تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ کے فضل سے سب کا جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق ہے۔ انتہائی اخلاص اور وفا کا تعلق ہے۔ ایک بیٹی ان کی فاتحہ صاحبہ تعلیم الاسلام انٹرنیشنل سکول اکرا (Accra) کی ہیڈ ٹیچر ہیں۔ چھوٹا بیٹا جیسا کہ میں نے بتایا جامعہ انٹرنیشنل میں تیسرے سال میں پڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی اخلاص و وفا میں بڑھاتا چلا جائے۔ نماز کے بعد جیسا کہ میں نے کہا ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی جائے گی۔

............☆......☆......☆............

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت
برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

اسلامی تعلیمات سے متعلق شکوک وشبہات اور وساوس واعتراضات مع جوابات

از تحریرات وکلمات طیّبات حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مرتبہ: عبدالکبیر قمر۔ ربوہ)

قسط نمبر 4

کیا موجودہ بولیوں میں طبعی طور پر ہونے والے تغیر وتبدل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بولیوں کی ابتدا الہام الٰہی کے بغیر خود بخود ہوئی ہے؟

(اعتراض) ”اور اگر کوئی یہ وہم پیش کرے کہ جس طرح طبعی طور پر خدا تعالیٰ بولیوں میں ہمیشہ تغیّر وتبدّل کرتا رہتا ہے کیوں جائز نہیں کہ ابتدا میں بھی اسی طور پر بولیاں ایجاد ہوگئی ہوں اور کوئی خاص الہام نہ ہوا ہو۔

(جواب) تو اِس کا جواب یہ ہے کہ ابتداز مانہ کے لئے عام قانونِ قدرت یہی ہے کہ خدا نے ہر یک چیز کو اپنی قدرتِ محض سے پیدا کیا تھا۔ آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور خود انسان کی فطرت پر نظر کرنے سے معلوم ہوگا کہ وہ ابتدائی زمانہ محض قدرت نمائی کا زمانہ تھا جس میں اسبابِ معتادہ کی ذرہ آمیزش نہ تھی۔ اور اُس زمانہ میں جو کچھ خدا نے پیدا کیا۔ وہ ایسی اعلیٰ قدرت سے کیا جس میں عقلِ انسان حیران ہے۔ زمین آسمان اور سورج و چاند وغیرہ اجرام پر نظر ڈال کر دیکھو کہ کیونکر اتنا بڑا کام بغیر مدد اسباب اور معماروں اور مزدوروں کے محض ارادہ سے بہ مجرد حکم کے انجام دے دیا۔ پھر

جس حالت میں اُس ابتدائی زمانہ میں خدا کا سارا کام قدرتی پایا جاتا ہے کہ جو آمیزش طبیعت اور سبب سے بہ کلّی پاک اور خالص ربّانی ارادہ سے نکلا ہوا ہے تو پھر کیونکر بے ایمانوں کی طرح بولیوں کے بارہ میں خدا کو اِس بات سے عاجز سمجھا جائے کہ جس طرح اُس نے تمام چیزوں کو محض قدرت سے پیدا کیا تھا۔ وہ بولیوں کے پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا۔ جس نے خود انسان کو بغیر باپ اور ماں کے پیدا کر کے اپنی قدرتِ تامہ کا ثبوت دے دیا ہے۔ پھر بولیوں کے بارہ میں کیوں اس کی قدرت کو ناقص خیال کیا جائے۔

غرض جبکہ ہر یک عاقل کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ پہلا زمانہ خالص قدرت نمائی کا زمانہ تھا اور اس میں عام طور پر قانونِ قدرت یہی تھا کہ ہر یک کام بغیر آمیزش اسبابِ معتادہ کے کیا جائے تو پھر بولیوں کو اُس عام قانون سے باہر نکال کر قانونِ قدرت کو توڑنا سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ اُس زمانہ کی نظیر میں اِس زمانہ کے حالات پیش کرنا درست نہیں ہے مثلاً اب کوئی بچہ انسان کا بغیر ذریعہ ماں اور باپ کے پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اُس ابتدائی زمانہ میں بھی انسان کا پیدا ہونا والدین کے وجود پر ہی موقوف ہوتا تو پھر کیونکر یہ دنیا پیدا ہوسکتی۔

علاوہ اِس کے جو تغیّرات بولیوں میں طبعی طور پر ہوتے رہتے ہیں۔ ان تغیّرات میں اور اس دوسری صورت میں کہ جب بولی عدمِ محض سے پیدا کی جائے بڑا فرق ہے۔ کسی موجودہ بولی میں کچھ تغیر ہونا شئے دیگر ہے۔ اور عدمِ محض سے ایک بولی کا۔ مِن کل الوجوہ پیدا ہوجانا یہ اور بات ہے۔

ماسوا اِن سب باتوں کے جبکہ اب بھی خدائے تعالیٰ بذریعہ اپنے الہام کے مختلف بولیوں کو اپنے بندوں پر القا کرتا ہے اور ایسی زبانوں میں الہام کرسکتا ہے جن زبانوں کا اُن بندوں کو کچھ بھی علم حاصل نہیں“۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 379 تا 405)

”کیا جس ذات کو اُن تمام بولیوں کا قدیم سے علم حاصل ہے اور جس کی نظرِ عمیق کے آگے سب موجود ہونے والی چیزیں موجودِ بالفعل کا حکم رکھتی ہیں۔ اور جس کی قدرتِ تامہ ہر یک طور کی تعلیم وتفہیم کرسکتی ہے۔ وہ اِس لائق ہے کہ اُس کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ اُس نے دیدہ ودانستہ انسان کو بے زبانی کی حالت میں دیکھ کر پھر اُس کو زبان سکھلانے سے دریغ کیا۔ یہاں تک کہ انسان اُس کی کم التفاتی کی وجہ سے مُدّت دراز تک حیوانوں اور وحشیوں کی طرح اپنی زندگی کو بسر کرتا رہا۔ اور پھر آخر کار اُس کو آپ ہی سوجھی کہ کوئی بولی ایجاد کرنی چاہیے۔

یہ خیال ایسا بدیہی البطلان ہے کہ خدا کی وہ کامل قدرتیں اور کامل رحم اور کامل تربیت کہ جو ہر یک زمانہ میں مشہود چلی آئی ہے وہ اس کی تکذیب کررہے ہیں۔ جس خدا کے عجائب الہامات اب بھی نامعلوم بولیوں کو اپنے بندوں پر منکشف کردیتے ہیں۔ اُس کی نسبت یہ گمان کہ ایسے الہامات سے ابتداء زمانہ میں جبکہ اُن کی نہایت ضرورت تھی۔ خدا نے دریغ کیا۔ سخت نادانی اور کور باطنی ہے“۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 420 تا 427)

الہام کے نزول کی شرائط کیا ہیں؟ کیا زبان کی ابتدا الہام سے ہوئی ہے؟

(اعتراض) ”اور اگر کسی کے دل میں یہ وہم گذرے کہ اب جنگلی آدمیوں کو جو بے زبانی کی حالت میں محض اشارات سے گذارہ کرتے ہیں کیوں بذریعہ الہام کے کسی بولی سے مطلع نہیں کیا جاتا۔ اور کیوں کوئی بچۂ نوزاد جنگل میں رکھنے سے خدا کی طرف سے کوئی الہام نہیں پاتا۔

(جواب) تو یہ خدا کے صفات کی ایک غلط فہمی ہے۔ کیونکہ القا اور الہام ایسا امر نہیں ہے کہ جو ہر جگہ جا بے جا بلالحاظ مادۂ قابلہ کے ہوجایا کرے۔ بلکہ القا اور الہام کے لئے مادۂ قابلہ کا ہونا نہایت ضروری شرط ہے۔

اور دوسری شرط یہ بھی ہے کہ اُس الہام کیلئے ضرورتِ حقہ بھی پائی جائے۔ ابتدا میں جب خدا نے انسان کو پیدا کیا۔ اُس وقت بذریعہ الہام بولیوں کی تعلیم کرنا ایسا امر تھا کہ جس میں دونوں طور کی شرائط موجود تھی۔

اوّل ذاتی قابلیت پہلے انسان میں جیسا کہ چاہیے الہام پانے کے لئے موجود تھی۔

دوسری ضرورتِ حقّہ بھی الہام کی مقتضی تھی۔

کیونکہ اس وقت بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی حضرتِ آدم کے لئے رفیق شفیق نہ تھا کہ جو اُن کو بولنا سکھاتا۔ پھر اپنی تعلیم سے شائستگی اور تہذیب کے مرتبہ تک پہنچاتا۔ بلکہ حضرتِ آدم کے لیے صرف ایک خدا تعالیٰ تھا جس نے تمام ضروری حوائج آدم کو پورا کیا۔ اور اُس کو آپ حسنِ تربیت اور حُسنِ تادیب سے بمرتبہ حقیقی انسانیت کے پہنچایا۔

ہاں بعد اُس کے جب اولاد حضرتِ آدم کی دنیا میں پھیل گئی۔ اور جو علوم خدا تعالیٰ نے آدم کو سکھلائے تھے۔ وہ اُس کی اولاد میں بخوبی رواج پکڑ گئے۔ تب بعض انسان بعض انسانوں کے اُستاد اور معلّم بن بیٹھے۔ اور ہر یک بچہ کے لئے اس کے والدین بولی سکھانے کے لئے رفیق شفیق نکل آئے۔ مگر آدم کے لئے بجز ایک خدا کے اور کوئی نہ تھا جو اُس کو بولی سکھاتا اور ادبِ انسانیت سے ادب آموز کرتا۔ اُس کے لئے بجائے اُستاد اور معلّم اور ماں اور باپ کے اکیلا خدا ہی تھا۔ جس نے اس کو پیدا کر کے آپ سب کچھ اس کو سکھایا۔

غرض آدم کیلئے یہ ضرورت حقاً ووجوباً پیش آگئی تھی کہ خدا اُس کی تربیت آپ فرماتا اور اسکے مایحتاج کا آپ بندوبست کرتا۔

لیکن اُس کی اولاد کیلئے یہ ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ اب کروڑہا انسان مختلف بولیاں بولتے اور اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں۔

ماسوا اِس کے جیسا کہ ہم نے ابھی اوپر بیان کیا ہے۔ ذاتی قابلیت بھی کہ جو الہام پانے کیلئے ضروری شرط ہے۔ ہر یک فرد بنی آدم میں نہیں پائی جاتی۔ اور اگر کسی میں ذاتی قابلیت پائی جائے۔ تو وہ اب بھی بذریعہ الہام اپنے مایحتاج میں خدائے تعالیٰ سے اطلاع پاسکتا ہے اور خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں چھوڑتا۔ خدا کی نظرِ عمیق ہر ایک انسان کی استعداد کے گہراؤ تک پہنچی ہوئی ہے وہ صاحبِ استعداد کو اپنی استعداد ظاہر کرنے سے کبھی محروم نہیں رکھتا اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ایک شخص خدا کے علم میں استعدادِ معرفت اور ولایت یا نبوت اور رسالت کی رکھتا ہے اور پھر بعض حوادث ارضی کے باعث سے یا جنگلی پیدائش ہونے کی وجہ سے وہ اُسی حالت میں مرجائے اور خدا اُس کو اُس مرتبہ اقصیٰ تک نہ پہنچادے جس تک پہنچنے کے لئے اُس کو استعداد دی گئی تھی بلکہ جنگلی اور بے زبان اور وحشی اور جاہل وہی رہتا ہے کہ جو اپنی فطرت میں ناقص اور ناکارہ اور چارپایوں کی طرح ہے۔

ماسوا اِس کے جبکہ خدا نے کروڑہا انسانوں کو طرح طرح کی بولیاں عطا کر کے دوسرے لوگوں کے لئے عام تعلیم کا دروازہ کھول دیا ہے۔ تو اِس صورت میں بجز اُس صورتِ خاص کے کہ جس میں کوئی نشان ظاہر کرنا منظور ہو۔ اور سب صورتوں میں بطورِ الہام بولی سیکھنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ اور خدائے تعالیٰ کہ جو حکیم مطلق ہے۔ بغیر ضرورت کے کوئی کام نہیں کرتا۔ اور عبث اور بے فائدہ طریقوں کو خواہ نخواہ لازم نہیں پکڑتا۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 427 تا 446)

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید بیان فرمایا کہ

”(شبہ) بعض نادان آریہ ایک سنسکرت کو پرمیشر کی بولی ٹھہرا کر دوسری تمام بولیاں جو صدہا عجائب اور غرائب صنع باری سے بھری ہوئی ہیں انسان کا ایجاد قرار دیتے ہیں۔

(جواب) گویا انسان کے ہاتھ میں بھی ایک قسم کی خدائی ہے کہ پرمیشر نے تو صرف ایک بولی ظاہر کی۔ مگر آدمیوں نے وہ قوت دکھلائی کہ بیسیوں بولیاں اُس سے بہتر ایجاد کرلیں۔ بھلا ہم آریہ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہی سچ ہے کہ سنسکرت ہی پرمیشر کے مونہہ سے نکلی ہے اور دوسری زبانیں انسانوں کی صنعت ہیں۔ اور پرمیشر کے مونہہ سے دور رہی ہوئی ہیں۔ تو ذرا بتلاؤ تو سہی کہ وہ کونسے کمالاتِ خاصہ ہیں جو سنسکرت میں پائے جاتے ہیں اور دوسری زبانیں اُن سے عاری ہیں۔ کیونکر پرمیشر کی کلام کو انسان کے مصنوع پر ضرور فضیلت ہونی چاہیے۔ کیوں کہ وہ اسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات میں، اپنی صفات میں، اپنے کاموں میں سب سے افضل اور بےمثل ومانند ہے۔

اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ سنسکرت پرمیشر کا کلام ہے جو ہندوؤں کے باپ دادوں پر نازل ہوا ہے اور دوسری زبانیں دوسرے لوگوں کے باپ دادوں نے بوجہ اس کے کہ وہ ہندوؤں کے باپ دادوں سے زیادہ زیرک اور دانا تھے، آپ بنالی ہیں۔ مگر کیا ہم یہ بھی فرض کرسکتے ہیں کہ وہ لوگ ہندوؤں کے پرمیشر سے بھی کچھ بڑھ کر تھے جن کی قدرت کاملہ نے صدہا عمدہ زبانیں بنا کر دکھلادیں۔ اور پرمیشر صرف ایک ہی بولی بنا کر رہ گیا۔ جن لوگوں کی تاروپود میں شرک گُھسا ہوا ہے انہوں نے اپنے پرمیشر کو بہت سی باتوں میں ایک برابر درجہ کا شخص سمجھ رکھا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ انادی جو ہوئے۔ خدا کے شریک جو ٹھہرے۔

(اعتراض) اور اگر کسی کے دل میں یہ وہم پیدا ہو کہ خدا نے ایک بولی پر کفایت کیوں نہ کی۔

(جواب) یہ وہم بھی قلتِ تدبر سے ناشی ہے۔ اگر کوئی دانا اقالیمِ مختلفہ کے اوضاع متفاوتہ اور طبائع متفرقہ پر نظر کرے۔ تو بہ یقین کامل اس کو معلوم ہوگا کہ ایک ہی بولی اِن سب کے مناسب حال نہیں تھی۔ بعض ملکوں کے لوگ بعض طور کے حروف اور الفاظ کے بولنے پر بہ آسانی قادر ہیں۔ اور بعض ملکوں کے لوگوں کو ان حروف اور الفاظ کا بولنا ایک مصیبت ہے پس کیونکر ممکن تھا کہ حکیم مطلق صرف ایک ہی بولی سے پیار کر کے قاعدہ وضع الشیء فی موضعہ کی رعایت نہ کرتا۔ اور طبائع مختلفہ کے لئے جو مصلحت عامہ تھی، اس کو ترک کردیتا۔ کیا مناسب تھا کہ وہ جدا جدا طبیعتوں کے لوگوں کو ایک ہی بولی کے تنگ پنجرہ میں قید کردیتا۔

علاوہ اس کے انواع واقسام کی بولیوں کے بنانے میں خداوند تعالیٰ کی زیادت قدرت ثابت ہوتی ہے۔ اور عاجز بندوں کا مختلف زبانوں میں اُس کی تعریف کرنا عبودیت کے بازار کی ایک رونق ہے۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 447 تا 456)

الٰہی کتاب مخفی اسرار پر مشتمل ہوتی ہے تو کیا وہ الٰہی کتاب ہر استعداد اور صلاحیت کے حامل افراد کے لیے ہوسکتی ہے؟

حضورؑ نے تمہید چہارم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

”خداوند تعالیٰ کے تمام مصنوعات پر نظر کرنے سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ عجائب اور غرائب اس نے اپنے مصنوعات میں رکھے ہیں۔ وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک تو عام فہم ہیں۔ ...... دوسرے وہ امور ہیں جن میں دقّت نظر درکار ہے۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 456 تا 458)

اس کے بعد آپؑ نے ایک اعتراض کا ذکر فرما کر

اس کا جواب دیا ہے۔ حضورؑ نے بیان فرمایا کہ

(اعتراض) ”اس جگہ کوئی بے سمجھ آدمی یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ **خدا نے اِس کام کو جس کی غرض معرفتِ الٰہی تھی۔ ایسا ادق اور باریک کیوں بنایا۔** جس کی سمجھ کے لئے ایک زمانۂ دراز تک فکر اور نظر کی ورزش بکار ہے اور پھر بھی یہ توقع نہیں کہ تمام اسرار حکمیہ باستیفاء تام حاصل ہوجائیں گے۔ اور اسی دقّت کے باعث سے اب تک انسان کو گویا دریا میں سے ایک قطرہ بھی حاصل نہیں ہوا۔ چاہیے تھا کہ سب عجائب اور غرائب واضح ہوتے۔ تا کہ جس غرض کے لئے حکیمِ مطلق نے بدن انسان میں مودع کئے تھے وہ غرض حاصل ہوجاتی۔

(جواب) **سو اِس وہم کا جواب اور اسی قسم کے اور وہموں کا جواب** جو مصنوعاتِ الٰہیہ کے عجائبات اور خواص دقیقہ اور مخفیہ کی نسبت کسی کے دل میں خلجان کریں۔ یہ ہے کہ بلاشبہ **خدا کا اپنے تمام مصنوعات میں اور ہر یک چیز میں جو اس کی طرف سے صادر ہو۔ قانون قدرت یہی ہے کہ اُس نے عجائبات بدیہہ پر کفایت نہیں کی۔** بلکہ ہر یک چیز میں (جو اُس کے دستِ قدرت سے ظہور پذیر ہے) عجائبات دقیقہ بھی (جو نہایت گہرے اور عمیق ہیں) مخفی رکھے ہیں۔ مگر خدا کے اِس کام کو عبث اور بے سود سمجھنا سراسر نادانی ہے۔

جاننا چاہیے کہ خدا نے انسان کو دوسرے حیوانات کی طرح اِس وضع فطرت پر پیدا نہیں کیا۔ کہ اُس کا علم چند بدیہی اور محسوس باتوں میں محصور اور محدود رہے۔ بلکہ **اس کو یہ استعداد بخشی ہے کہ وہ نظر اور فکر سے غیر متناہی علوم میں ترقیات کرتا رہے اور اِسی غرض سے اس کو عقل کا گوہر شب چراغ جو دوسرے حیوانات کو نہیں ملا عطا ہوا۔** ظاہر ہے کہ اگر یہ تمام عجائب غرائب الٰہی بدیہی طور پر واضح اور لائح ہوتے جن میں نظر اور فکر کی کچھ بھی حاجت نہ ہوتی تو پھر انسان جس کا کمال اس کی قوت نظریہ کی تکمیل پر موقوف ہے۔ کن چیزوں میں نظر اور فکر کرتا۔ اور اگر نظر اور فکر نہ کرتا تو پھر کیونکر اپنے کمال کو پہنچتا۔

سو **چونکہ انسانیت انسان کے استعمال قوتِ نظریہ سے وابستہ ہے۔ اِس لئے اُس حکیمِ مطلق نے اکثر دقائق اور حقائق کو ایسے طور پر مخفی رکھا ہے کہ جبتک انسان اپنی خداداد قوت کو بکمال اجتہاد استعمال میں نہ لاوے۔ ان دقائق کا انکشاف نہیں ہوتا۔ اس سے حکیمِ مطلق کا یہ ارادہ ہے کہ ترقی کرنے کا راستہ کھلا رہے۔** اور جس سعادت کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اس سعادت تک وہ پہنچ جائے۔ غرض خدا کے جتنے کام ہیں۔ وہ صرف موٹی صنعت پر ختم نہیں ہوسکتے۔ بلکہ ان میں جس قدر کھودتے جاؤ۔ زیادہ سے زیادہ باریکیاں نکلتی ہیں۔ پس جبکہ اُن تمام چیزوں کی نسبت جو خدا کی طرف سے ہیں۔ **یہ عام قانون ثابت ہو چکا کہ وہ سب نکاتِ دقیقہ اور اسرارِ عمیقہ سے پُر ہیں۔ تو اِسے قانونِ قدرت کی متابعت سے یہ بھی ہر یک عاقل کو ماننا پڑا کہ خدا کا کلام بھی نکاتِ دقیقہ سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اُس میں سب سے زیادہ لطائف چاہیے کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے۔**

اور حکیمِ مطلق کے علومِ قدیم کا مخزن ہے جس کو خدا نے اِس بات کا آلہ بنایا ہے کہ تمام قوانینِ قدرتیہ جو فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پائے جاتے ہیں۔ اِن کی اصلاح کے لئے اُس میں سامان موجود ہو۔ **پس اگر وہ ناقص ہو تو اتنے بڑے کام اس سے کیونکر انصرام ہوسکیں۔** اگر وہ تمام غلطیوں سے انسان کو پاک نہ کرسکتا تو پھر صرف بعض غلطیوں سے پاک کرنا حقیقت میں ایسا تھا کہ گویا منزل تک پہنچانے سے پہلے راستہ میں ہی چھوڑ دیتا۔

غرض جب خدا کا قانونِ قدرت (ہر یک چیز میں جو اُس کی طرف سے صادر ہے) یہی ثابت ہوا کہ اُن سب میں خداوند تعالیٰ نے دقائق عمیقہ بھی ضرور رکھے ہیں۔ صرف موٹی باتوں پر ختم نہیں کیا۔ تو اِس تحقیق سے جھوٹ اُن لوگوں کا کھل گیا۔ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا کے کلام میں صرف چند احکام سریع الفہم چاہیے اور لطائف دقیقہ اس میں نہیں چاہیے اور نہ ہیں۔

(وہم) **اسجگہ انہوں نے اپنے اِس وہم کے مضبوط کرنے کی غرض سے ایک دلیل بنائی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ کتبِ الہامیہ کم علموں اور کم فہموں یا امیوں اور بدوؤں کے لئے نازل ہوئی ہیں۔** پس اُن کی تعلیم ویسی ہی چاہیے جو کہ بقدر عقول اُن لوگوں کے ہو کیونکہ اُمی اور ناخواندہ آدمی نکاتِ دقیقہ سے منتفع نہیں ہوسکتے اور نہ اُن پر مطلع ہوسکتے ہیں۔

(جواب) **لیکن واضح ہو کہ یہ وہم محض کوتہ اندیشی سے اُن کے دِلوں کو پکڑتا ہے** اور اِس پست اور ناچیز خیال سے بغایت درجہ سفاہت اور جہالت کی بدبو آتی ہے۔

کاش کہ وہ کلامِ الٰہی کو غور سے دیکھتے۔ تا کہ انہیں معلوم ہوتا کہ خدا کی مقدس اور کامل کلام پر ایسا گمان کرنا گویا چاند پر خاک ڈالنا ہے۔ اور اب **بھی ایسے لوگ اگر اِس کتاب کو ذرا آنکھ کھول کر پڑھیں اور وہ صدہا دقائقِ عمیقہ اور حقائق دقیقہ کلامِ الٰہی کے جو ہم نے اس کتاب میں اپنے موقعہ پر کمال وضاحت سے لکھے ہیں۔ بنظر تامل وتیقظ مشاہدہ کریں تو ان کا خیال فاسد ایسا دور ہوجائیگا** جیسا کہ آفتاب کے نکلنے سے تاریکی دور ہوجاتی ہے اور ظاہر ہے کہ امر محسوس اور مشہود کے مقابلہ پر کسی قیاس کی پیش نہیں جاتی۔ جب متواتر تجربہ سے ایک چیز کی کوئی خاصیت معلوم ہوگئی تو پھر مجرد قیاس کو اپنی دستاویز بنا کر اس امر واقعی سے جو بہ پایۂ ثبوت پہنچ چکا ہے۔ انکار کرنا اِسی کا نام جنون اور سودا ہے۔

اگر یہ لوگ عقلِ خداداد کو ذرا کام میں لاویں۔ تو ان پر ظاہر ہو کہ خود وہ قیاس ہی فاسد ہے اور بعینہ وہ ایسا مقولہ ہے جیسے کوئی نباتات کے خواص دقیقہ سے انکار کر کے یہ کہے کہ اگر خدا نے بالارادہ خلق اللہ کی نفع رسانی کی غرض سے یہ کام کیا ہے کہ انسان کی شفا کے لئے نباتات وجمادات وغیرہ میں طرح طرح کے خواص رکھے ہیں تو پھر اُن خواص کو اِس قدر تہ درتہ کیوں چھپایا کہ اُن کی ناواقفیت سے ایک زمانۂ دراز تک لوگ بے علاج ہی مرتے رہے اور اب تک جمیع خواصِ مخفیّہ پر احاطہ نہ ہوا۔ لیکن ظاہر ہے کہ بعد تحقّق خدا کے عام قانون کے (جو کہ زمین وآسمان میں ایک ہی طرز پر پایا جاتا ہے) ایسے ایسے شبہات میں مبتلا ہونا انہیں لوگوں کا کام ہے جو قوانین قدرتیہ میں ذرہ غور نہیں کرتے۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 460 تا 478)

”اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ خدا نے ضروریاتِ دین میں سے کسی امر کا اخفا نہیں کیا۔ اور دقائقِ عمیقہ وہ دقائق ہیں جو ماسوا اصل اعتقاد کے بالائی امور ہیں۔ اور اُن نفوس کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جن میں صلاحیت اور استعداد تحصیل کمالاتِ فاضلہ کی پائی جاتی ہے اور جو لوگ ہر یک غبی اور بلید کی طرح اس مسائل پر کفایت کرنا نہیں چاہتے وہ بذریعہ اُن دقائق کے حکمت اور معرفت میں ترقی کرتے ہیں اور حق الیقین کے اُس بلند مینار تک پہنچ جاتے ہیں جو انسانی استعدادوں کے لئے اقصیٰ مراتب سے ہے۔ **اور ظاہر ہے کہ اگر اسرارِ علمیہ سارے کے سارے بدیہات ہی ہوتے تو پھر دانا اور نادان میں فرق کیا ہوتا۔** اس طور سے تو سارے علم ہی برباد ہوجاتے۔ اور جو عمدہ معیار استعدادوں کی شناخت کیلئے ہے اور جس ذریعہ سے انسان کی قوتِ نظریہ بڑھتی ہے اور استکمالِ نفس ہوتا ہے وہ مفقود ہوجاتا۔ اور جب وہ ذریعہ ہی مفقود ہوجاتا تو پھر انسان کن اُمور میں نظر اور فکر کرتا۔ اور اگر وہ نظر اور فکر نہ کرتا تو ایک حد معلوم اور محدود پر اُس کو بھی مثل اور جانداروں کے ٹھہرنا پڑتا اور ترقیاتِ غیر متناہی کی قابلیت نہ رکھتا۔ پس اِس صورت میں جس سعادت کیلئے وہ پیدا کیا گیا تھا اُس سعادت سے محروم رہ جاتا۔

سو **جس خدا نے انسان کو نظر اور فکر کرنے کی قوتیں عنایت کیں ہیں اور اُس کو ایک کمال حاصل کرنے کی استعداد بخشی ہے۔ اس کی نسبت یہ کیونکر بدگمان کیا جائے کہ وہ اپنی کتاب نازل کر کے انسان کو کسی کمال تک پہنچانا نہیں چاہتا بلکہ کمال سے روکتا ہے۔**

کیا یہ بات سچ نہیں ہے کہ خدا نے اپنے کلام کو اسی لئے بھیجا ہے کہ تا انسانوں کو ظلمات سے نور کی طرف نکالے۔ **پس اگر خدا کی کتاب ظلمتوں سے نہیں نکال سکتی بلکہ ارسطو اور افلاطون کی کتابیں نکال سکتی ہیں۔ تو پھر کیا خدا کا یہ فرمانا کہ ساری تاریکیوں سے میری کتاب ہی نجات دیتی ہے نرا دعویٰ ہی ہوا۔**

جب ایک بات کی سچائی تجربہ اور قیاس سے بالکل کھل جائے تو اُس کے سامنے کس کی پیش جاسکتی ہے۔ ہم نے **جس قدر صداقتیں کہ نہایت نازک اور اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ قرآن شریف سے نکال کر اِس کتاب میں لکھی ہیں۔** اِس کا دیکھنا ہمارے اِس بیان کے لئے شاہد ناطق اور قولِ فیصل ہے اور اُن سے دقائق حقائق قرآنیہ پر مطلع ہونے سے ہر یک شخص کو بشرطیکہ نرا اندھا نہ ہو۔ یہ ماننا پڑیگا کہ صدہا حقائق اور معارف جو افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے خواب میں بھی نہیں آئے تھے۔ ان سب پر قرآنِ شریف محیط ہے۔ پس کیا اِس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خدا کا کلام جامع دقائق دینیہ ہے۔

اور میں اس بات کو مکرر لکھتا ہوں کہ خدا نے اِس طرز کے اختیار کرنے میں انسان پر کوئی مصیبت نہیں ڈالی بلکہ

اول اُس کو قوتِ نظریہ عنایت کی

اور پھر نظر کرنے کا سامان بھی عطا فرمایا۔

یہی عطیاتِ الٰہی ہیں جن سے انسان کا ستارۂ اقبال چمکتا ہے اور انسان اور حیوان میں امتیاز حاصل ہوتی ہے حیوانات کو خدا نے سوچنے کی طاقت نہیں دی اور نہ انہوں نے کچھ سوچا۔ پھر دیکھو کہ وہ ویسے کے ویسے رہے یا نہیں۔

(وسواس) اور یہ **وسواس کہ خدا نے اپنی کتاب امّیوں اور بدّوؤں کے لئے بھیجی ہے (اُن کی سمجھ کے موافق چاہیے) ٹھیک نہیں ہے۔**

(جواب) اوّل تو اِس میں یہ جھوٹ ہے کہ وہ کلام نرا اُمّیوں کی تعلیم کے لئے نازل ہوا ہے۔ خدا نے تو آپ ہی فرما دیا ہے کہ تمام دنیا اور مختلف طبائع کی اصلاح کے لئے یہ کتاب نازل ہوئی ہے جیسے اُمّی اِس کتاب میں مخاطب ہیں ایسے ہی عیسائی اور یہودی اور مجوسی اور صابئین اور لامذہب اور دہریہ وغیرہ تمام فرقے مخاطب ہیں اور سب کے خیالاتِ فاسدہ کا اُس میں ردّ موجود ہے سب کو سنایا گیا ہے قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الجزء نمبر 9 الاعراف: 159) پھر جبکہ ثابت ہے کہ قرآن شریف کو تمام دنیا کے طبائع سے کام پڑا تو تم خود ہی سوچو کہ اس صورت میں لازم تھا یا نہیں کہ وہ ہر یک طور کی طبیعت پر اپنی عظمت اور حقانیت کو ظاہر کرتا اور ہر یک طور کے شبہات کو مٹاتا۔

ماسوا اِس کے اگرچہ اس کلام میں اُمّی بھی مخاطب ہیں مگر یہ تو نہیں کہ خدا اُمّیوں کو اُمّی ہی رکھنا چاہتا تھا۔ بلکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ جو طاقتیں انسانیت اور عقل کی اُن کی فطرت میں موجود ہیں۔ وہ مکمنِ قوّت سے حیّز فعل میں آجائیں۔ اگر نادان کو ہمیشہ کے لئے نادان ہی رکھنا ہے تو پھر تعلیم کا کیا فائدہ ہوا۔ خدا نے تو علم اور حکمت کی طرف آپ ہی رغبت دیدی ہے۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 481 تا 498)

”خلاصہ یہ کہ گو خدائے تعالیٰ نے اصولِ نجات کو بہت واضح اور آسان طور پر اپنی کتاب میں بیان کردیا ہے۔ جس کے معلوم کرنے اور جاننے میں کسی نوع کی دِقت اور ابہام نہیں اور سب خواندہ اور ناخواندہ اُس میں برابر ہیں۔ **لیکن اُس حکیم مطلق نے علم الٰہی کے دقائق اور اسرارِ عالیہ میں یہ چاہا ہے کہ انسان محنت کر کے اُن کو دریافت کرے** تا یہی محنت اُس کے لئے موجبِ تکمیل نفس ہوجائے کیونکہ تمام قویٰ انسانیہ کا قیام اور بقا محنت اور ورزش پر ہی موقوف ہے۔ اگر انسان ہمیشہ آنکھ بند رکھے اور کبھی اُس سے دیکھنے کا کام نہ لے (تو جیسا کہ تجارب طبیہ سے ثابت ہوگیا) تھوڑے ہی دنوں کے بعد اندھا ہوجائیگا اور اگر کان بند رکھے تو بہرہ ہوجائے گا۔ اور اگر ہاتھ پاؤں حرکت سے بند رکھے تو آخر یہ نتیجہ ہوگا کہ اُن میں نہ حس باقی رہے گی اور نہ حرکت۔ اِسی طرح اگر قوتِ حافظہ سے کبھی کام نہ لے تو حافظہ میں فتور پڑے گا۔ اور اگر قوتِ متفکرہ کو بیکار چھوڑ دے تو وہ بھی گھٹتے گھٹتے کالعدم ہوجائے گی۔ سو یہ اُس کا فضل وکرم ہے کہ اُس نے بندوں کو اُس طریقہ پر چلانا چاہا جس پر اُن کی قوتِ نظریہ کا کمال موقوف ہے۔ اور اگر خدائے تعالیٰ محنت کرنے سے بکلی آزاد رکھنا چاہتا۔ تو پھر یہ بھی مناسب نہ تھا کہ اپنی آخری کتاب کو تمام لوگوں کے لئے (جو مختلف زبانیں رکھتے ہیں) ایک ہی زبان میں جس سے وہ ناآشنا ہیں بھیجتا۔ کیونکہ غیر زبان کا دریافت کرنا بھی بغیر محنت کے گو تھوڑی ہی ہو ممکن نہیں۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 505 تا 511)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Mian Hanif Ahmad Kamran
Rabwah 0092 47 6212515
15 London Road, Morden SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2014ء

عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات

(عطاء المجیب راشد۔ مبلغ سلسلہ برطانیہ)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیدا کردہ یہ حسین وجمیل دنیا آج بے شمار مصائب اور مسائل میں گھر چکی ہے۔ خود اپنی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں انسانیت مختلف نوعیت کی مشکلات سے دوچار ہے۔ خدا کی ہستی کا انکار، لادینیت، سیاسی اور معاشی، ملکی اور عالمگیر مسائل کی ایک لمبی فہرست ہے۔ اس تناظر میں ایک بہت بڑا عالمگیر مسئلہ گھروں کے سکون اور عائلی زندگی کی خوشی کا فقدان ہے۔

عائلی زندگی کے حوالہ سے مذہب اسلام اس بات کا علم بردار ہے کہ اس کی تعلیمات میں ازدواجی زندگی کو کامیاب اور خوشگوار بنانے کے سلسلہ میں کامل رہنمائی موجود ہے۔ یہی بات میری آج کی تقریر کا موضوع ہے کہ عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مَیں اسلامی تعلیمات کے چند پہلو اختصار سے پیش کروں گا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ صرف تعلیمات کا علم کافی نہیں بلکہ ان کے مطابق عمل کرنے سے ہی عائلی زندگی کامیاب اور راحت بخش ہو سکتی ہے۔

کامیاب عائلی زندگی کا نسخۂ کیمیا۔ تقویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نہایت خوبصورت مصرعہ لکھا کہ: ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے،

دوسرا مصرعہ ابھی آپ سوچ ہی رہے تھے کہ الہاماً اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا: اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔

غور کیا جائے تو اس خوبصورت شعر میں انسان کی ساری زندگی اس کے دین، ایمان، فلاح اور کامیابی کا راز بیان کر دیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کی ازدواجی زندگی کا نقطۂ آغاز تقریب نکاح ہے۔ اس موقعہ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کے لئے قرآن مجید کے تین مقامات سے چار آیات کریمہ کا انتخاب فرمایا۔ ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کی تاکید کی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ نے پانچ جگہ نکاح کے موقع پر تقویٰ کا لفظ استعمال کر کے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا ہر فعل، تمہارا ہر قول، تمہارا ہر عمل صرف اپنی ذات کے لئے نہ ہو بلکہ تقویٰ پر بنیاد رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو اور ایک دوسرے کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو“۔ (مستورات سے خطاب، فرمودہ 23 جولائی 2011ء بر موقع جلسہ سالانہ یوکے)

تقویٰ کی اہمیّت حضرت مسیح پاکؑ کے مبارک الفاظ میں سنیے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوّت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے“۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

حق یہ ہے کہ کامیاب اور بابرکت عائلی زندگی کا نسخۂ کیمیا یہی تقویٰ ہے۔ یہی وہ گوہرِ آبدار ہے جس کی برکت سے ازدواجی زندگی ایک شجرۂ طیبہ بن جاتی ہے۔ اس کی جڑیں تقویٰ کی زمین میں پیوستہ ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہیں اور اسی جوہر کی برکت سے یہ درخت ایک سدا بہار درخت بن جاتا ہے جو زندگی کے ہر مرحلہ میں ہمیشہ تازہ بتازہ لذیذ پھل عطا کرتا ہے۔ ازدواجی زندگی اور اس کی کامیابی کی حقیقی بنیاد تقویٰ ہے۔ جس گھر میں تقویٰ کی دولت ہے وہ گھر رحمتوں اور برکتوں کا خزینہ ہے اور جس گھر میں تقویٰ نہیں وہ ایک ویرانے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو تقویٰ کی بار بار نصیحت فرمائی ہے۔ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عشق، مے اور جام تقویٰ

تقویٰ کا مضمون بہت وسیع ہے اور انسان کی ساری زندگی پر حاوی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقویٰ کی ایک خوبصورت تعریف فرمائی۔ فرمایا:

”تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بُرائی کو بھی بیزار ہو کر ترک کرنا، ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہوئے اختیار کرنا“۔

(خطاب فرمودہ 23 جولائی 2011 برطانیہ)

عائلی زندگی کا اصل الاصول

عائلی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے اسلام نے ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں کو تاکیداً فرماتا ہے: عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) کہ اے مسلمان مردو! تم اپنے گھروں کو جنّت کا گہوارہ بنانا چاہتے ہو تو اس اصول پر مضبوطی سے کاربند ہو جاؤ کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اس آیت کریمہ میں ایسی سنہری ہدایت دی گئی ہے جو اصولی اور بنیادی ہے اور عائلی زندگی کو خوبصورت بنانے کی پختہ ضمانت بھی ہے۔

اس سنہری اصول کی وضاحت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خوبصورت حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهٖ وَ أَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ (مشکوٰۃ۔ باب عشرة النّساء) کہ اے مسلمانو! خدا کی نظر میں تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مزید ترغیب دلانے کی غرض سے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ دیکھو مَیں تم کو جو تعلیم دیتا ہوں اس پر سب سے پہلے میں خود عمل کرتا ہوں۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مَیں اپنے اہلِ خانہ سے سلوک کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں۔ پس میرے نمونہ کو سامنے رکھو اور اس کی پیروی کرو، تم بھی خدا کی نظر میں اس کے محبوب بن جاؤ گے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ مومن مرد اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ بھی ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کا ثواب ملے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح)

حسن معاشرت کے بارہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جگہ جگہ تاکیدی نصیحت فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا:

”خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اِس حکم الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات“۔ (ملفوظات جلد ششم۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 351)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

”بیوی اسیر کی طرح ہے اگر یہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جس کی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے“۔ (ملفوظات جلد ششم۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 381)

ایک دفعہ ایک دوست کی شکایت ہوئی کہ وہ بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے تو آپ نے فرمایا: ’ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے‘۔ (ملفوظات جلد دوم۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 2)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”چاہیے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو“۔

(ملفوظات جلد 5۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔ صفحہ 418)

خوشگوار عائلی زندگی کی کلید: دعا

عائلی زندگی کی کامیابی کی کلید دعا ہے۔ دعا کیا ہے؟ اپنے آپ کو لاشئے محض یقین کرتے ہوئے، قادر وتوانا خدا کے حضور پیش کرنا، اس کامل یقین کے ساتھ کہ دعا کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں اور دعا کے ساتھ ہر چیز ممکن ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر مُردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعا سے اور اگر اندھے بینا ہو سکتے ہیں تو دعا سے۔ پس یہی دعا ہے جو پتھر دل خاوند کو موم کر سکتی ہے، جو باغیانہ سرشت کی بے باک عورت کو رام کر سکتی ہے۔ پس عائلی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانے کا تیر بہدف نسخہ دعا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدواجی زندگی کے قدم قدم پر مومنوں کو دعائیں سکھائیں اور اس بارہ میں تاکید فرمائی۔

دعا کا آغاز کس مرحلہ سے ہونا چاہیے؟ سنیے:

”حضرت میر ناصر نواب صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو یہ اعزاز کس طرح ملا اور کیا کام آپ نے کیا تھا جس کی وجہ سے آپ کو اتنا بڑا مقام حاصل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے داماد بنے؟ انہوں نے بتایا کہ جب میری یہ بچی پیدا ہوئی تھی تو میں نے اس طرح تڑپ کے ساتھ جس طرح ایک ذبح کیا ہوا جانور تڑپتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تھی کہ اس کو خود سنبھالنا اور ایسا مقام عطا کرنا جو دنیا میں کسی کو نہ ملا ہو۔ جب حضرت میر صاحب یہ بیان فرما رہے تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے“۔ (خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محررہ یکم اپریل 2011ء مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اپریل 2011ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا ہے:

”ہر ماں باپ کو اولاد کے لئے اس کی شادی کی عمر سے بہت پہلے دعائیں شروع کر دینی چاہئیں تاکہ انہیں نیک نصیب عطا ہوں اور ان کی آئندہ عائلی زندگی پُرسکون اور خوشیوں سے معمور ہو۔ شادی شدہ جوڑے بھی اپنے ہاں نیک اولاد عطا ہونے کی دعائیں کرتے رہیں تو یہ بہت مبارک طریق ہے“۔ (خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محررہ یکم اپریل 2011ء۔ مطبوعہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اپریل 2011ء)

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جب رشتہ کی تلاش کا مرحلہ آئے تو اس موقع پر خود بھی دعا کرو، بچوں کو دعا کی تلقین کرو اور دعائیں کرتے ہوئے سب مراحل طے ہوں۔ دینی پہلو اور کفو کو ترجیح دی جائے۔ اعلانِ نکاح ہو، رخصتانہ ہو، خلوت کا وقت ہو غرض ہر مرحلہ پر دعا ہی مومن کا سہارا ہے۔ قرآن مجید نے عباد الرحمٰن کی ایک مستقل خوبی یہ بیان کی ہے کہ وہ ہمیشہ عائلی زندگی کے حوالہ سے یہ دعا کرتے رہتے ہیں: رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

ایک تو یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ جو دعا خود خدا تعالیٰ نے سکھائی ہو وہ اپنی افادیت اور قبولیت میں سب سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ دوسرے یہ دعا ایسی ہے کہ مَردوں اور عورتوں دونوں سے متعلق ہے کیونکہ عربی میں ”زوج“ کا لفظ خاوند اور بیوی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ نیکی دراصل وہی ہے جس میں تسلسل اور دوام پایا جائے۔ آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک میں یہ دعا بھی شامل ہے کہ بچے بھی حقیقی معنوں میں متقی ہوں اور نیکی کا تسلسل جاری رہے۔ یہ ایک نہایت ہی جامع دعا ہے جس سے سارا گھر خوشی اور مسرت کی آماجگاہ بن سکتا ہے۔ ساری زندگی اس کا بکثرت ورد کرنا چاہئے۔

دعا کا ذکر چل رہا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک طریق کا ذکر بھی ضروری ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا“۔ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 6 صفحہ 355)

مردوں اور عورتوں کے حقوق وفرائض

اسلام نے خوشگوار عائلی زندگی کے حوالہ سے مردوں اور عورتوں دونوں کے حقوق وفرائض اور دائرہ کار کی پوری وضاحت فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں مرد اور عورت بحیثیت انسان یکساں درجہ رکھتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد بار ذکر آتا ہے کہ مرد عورت میں سے جو بھی نیک اعمال کرے گا اس کا اجر یکساں دیا جائے گا اور کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہ حقیقی روحانی مساوات ہے جو اسلامی تعلیم کا طرّۂ امتیاز ہے۔

جسمانی لحاظ سے خدا تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو مختلف قویٰ عطا فرمائے اور اسی نسبت سے ان کے فرائض مقرر فرما دیئے۔ عائلی زندگی کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۔ (البقرة:229) کہ عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا کہ مردوں کا ان پر ہے۔ جبکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔ اس فوقیت کا ذکر دوسری جگہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء:35) کے الفاظ میں آتا ہے کہ مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے

اموال ان پر خرچ کرتے ہیں۔قوّام کے لفظ میں مردوں کی وسیع ذمّہ داریوں کا ذکر ہے جو عائلی زندگی کے حوالہ سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔مرد گھر کا سربراہ ہے اور اس حوالہ سے اس عظیم ذمہ داری کا مکلّف بنایا گیا ہے۔

اس نہایت متوازن اسلامی تعلیم کو صحیح طور پر اپنانے سے عائلی زندگی میں ایک حسن اور نکھار پیدا ہوتا ہے۔ جو اس گھر کو رحمتوں اور برکتوں سے بھر دیتا ہے۔

....

میاں بیوی میں باہمی تعاون اور موافقت

ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور کامیاب بنانا مرد اور عورت دونوں کی ذمّہ داری ہے۔تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ میاں اور بیوی ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ان کے ایک ساتھ چلنے سے ہی ازدواجی زندگی کا سفر بخیر و خوبی طے ہوسکتا ہے۔ان کے درمیان باہم موافقت اور تعاون سے ہی یہ رشتہ، جو انسانی زندگی میں سب سے نازک رشتہ ہے، باہمی مودّت اور رحمت سے ہر دو کے لئے جسمانی اور روحانی تسکین اور خوشی کا موجب ہوسکتا ہے۔اس باہمی تعاون کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرة:188) کہ اے مردو! عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لئے بطور لباس ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ہمیشہ لباس کا کام دیں۔یعنی (1) ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔ (2) ایک دوسرے کیلئے زینت کا موجب بنیں۔ (3) پھر جس طرح لباس سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے اُسی طرح مرد وعورت سُکھ دُکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی دلجمعی اور سکون کا باعث بنیں۔غرض جس طرح لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اور اُسے سردی گرمی کے اثرات سے بچاتا ہے۔اِسی طرح انہیں ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہئے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 411)

اسلامی معاشرہ کو حسین بنانے اور گھروں کو جنت نظیر بنانے کی ذمّہ داری یکساں طور پر مرد اور عورت پر ڈالی گئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر دلوں میں کدورت پیدا کرنا، معمولی معمولی باتوں کو طول دے کر گھر کی فضا کو مکدّر کر دینا پرلے درجہ کی جہالت ہے۔شادی تو وہ مقدّس رشتہ ہے جس کو مودّت و رحمت اور باہمی سکون اور سکینت کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ہر مرد اور عورت کو یہ ارشاد خداوندی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ: جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَ رَحْمَةً (الروم:22)۔باہمی محبت اور رحمت ہی ازدواجی زندگی کا حقیقی مقصد اور حسن ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا یہ ارشاد بہت قابل توجہ ہے۔آپؑ نے فرمایا:

’’میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کا اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں سے بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو‘‘۔

(مکتوبات احمد جلد دوم، مکتوب 37 صفحہ 59)

....

ایک مومنہ بیوی کے اوصاف

اسلام نے اگر ایک طرف ایک خاوند کو بیوی سے حسن معاشرت کا پابند کیا ہے تو ایک مومنہ بیوی کے اوصاف کا بھی خوب وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ظاہر ہے کہ ان خوبیوں والی بیوی ہی عائلی زندگی کو خوبصورت بنانے میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہے۔ ان صفات کا جامع ذکر قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب کی آیت 36 میں ملتا ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک مومنہ بیوی کی صفات اور فرائض کا تذکرہ فرمایا ہے۔آپؐ نے فرمایا: ’’کوئی عورت اس وقت تک خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے والی نہیں سمجھی جاسکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی‘‘۔(سنن ابن ماجہ)

پھر فرمایا: ’’جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہا مانا۔ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو‘‘۔(طبرانی)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔’’بہترین عورت وہ ہے جسے اس کا خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو اور جب خاوند اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔اور جس بات کو اُس کا خاوند ناپسند کرے اُس سے بچے‘‘۔(مشکوٰۃ)

اسی طرح ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے‘‘۔(حدیقۃ الصالحین، صفحہ 404)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے خوش اور راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی‘‘۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ)

مسیح پاک علیہ السلام کا ایک ارشاد بہت توجہ سے سننے کے لائق ہے۔آپ نے فرمایا ہے:

’’عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر ایک بلا سے بچاوے گا۔اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔‘‘(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، سورۃ النساء، جلد2، صفحہ 237)

کسی بھی نظام کی کامیابی کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ ہر فرد اپنی ذمہ داری صحیح طور پر ادا کرے۔ عائلی زندگی کی کامیابی کا مدار بھی اسی اصول پر ہے۔خاوند اور بیوی دونوں اپنی اپنی ذمہ داری کو، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، پورے اخلاص اور وفا سے ادا کرنے والے ہوں تو تب ہی ان کی زندگی برکتوں کی آماجگاہ بن سکتی ہے اور عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔

....

ماں باپ سے حسن سلوک اور ان کے لئے دعا

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا رشتہ اس مقصد سے قائم فرمایا ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے باعث تسکین ہوں۔لیکن اس باہمی محبت و الفت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دونوں ایک دوسرے کی چاہت میں اس قدر ڈوب جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ دیگر ذمہ داریوں کو بھول جائیں یا ان میں کوتاہی کریں۔

ایک بہت اہم ذمہ داری ماں باپ کے حوالہ سے ہے۔ بچے خواہ چھوٹے ہوں یا شادی شدہ ہوں ماں باپ کی خدمت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔ماں کو کندھوں پر اٹھا کر حج کروانے سے بھی ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں ہوتا۔سوئے ہوئے ماں باپ کے پاس ساری رات دودھ کا پیالہ لے کر کھڑے رہنے والے بیٹے کی نیکی کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح نوازا۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت کی نوید ایسی نہیں کہ شادی ہوجانے کے بعد بیٹا بیٹی اپنی اس ذمہ داری کو بھول جائیں۔انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ساری زندگی دونوں طرف کے والدین کی خدمت لازم ہے اور بڑھاپے کی عمر میں تو یہ فرض اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔خدمت کے علاوہ ماں باپ کے لئے مسلسل دعاؤں کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ فرمایا کہ والدین کے لئے یہ دعا کیا کرو: رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:25) کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش اور تربیت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا نمونہ دیکھیں۔آپؓ نے فرمایا:

’’میں اپنے ماں باپ کے لئے دعا مانگنے سے تھکتا نہیں۔مَیں نے اب تک کوئی جنازہ ایسا نہیں پڑھا جس میں ان کے لئے دعا نہ مانگی ہو‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ 5 اکتوبر 2009ء)

یاد رکھنا چاہئے کہ جس گھر میں والدین کا ادب، احترام اور خدمت کا وصف نہیں وہ رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔

....

تربیت اولاد

خوشگوار اور بابرکت عائلی زندگی کا ایک اور اہم پہلو بچوں کی نیک تربیت ہے۔اس بات کی اہمیّت کو نظر انداز کرنے سے، میاں بیوی کی باہمی محبت کے باوجود، ان کو آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک نصیب نہیں ہوسکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے‘‘۔

(ملفوظات جلد دہم۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔صفحہ 139)

اگر مرتے وقت کسی ماں یا باپ کو یہ نظر آئے کہ وہ ایک متقی اولاد پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو ان کا سفر آخرت پُرسکون ہو جاتا ہے۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ کیا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جو اپنے پیچھے ایسی اولاد چھوڑ کر جاتا ہے جو اس کے لئے دعا کرنے والی ہوتی ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں جو ایک باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔(ترمذی) نیز اس بات کی تلقین فرمائی: اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَ اَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ (ابن ماجہ) کہ اپنے بچوں سے عزت سے پیش آیا کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

یہ بات اچھی طرح یاد رکھنے والی ہے کہ بچوں کی تربیت ماں اور باپ دونوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔باپ بھی اُسی طرح مکلّف ہے جس طرح ماں۔ دراصل دونوں مل کر ہی اس ذمہ داری کا حق صحیح طور پر ادا کرسکتے ہیں۔ بچوں کی نیک تربیت سے ہی ایک گھر واقعی طور پر جنت نظیر بنتا ہے۔اِس حوالہ سے یہ بات بہت اہم ہے کہ خود والدین بچوں کے لئے نیک نمونہ ہوں۔

حضرت مسیح پاکؑ نے فرمایا: ’’خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دُعا کرو۔جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو...... وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کرلو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد8۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان۔صفحہ 110-109)

....

گھریلو زندگی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

حسنِ معاشرت کے بارہ میں ہمارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے جو ایمان افروز نمونہ پیش فرمایا وہ رہتی دنیا تک سب مردوں کے لئے سبق آموز اسوۂ حسنہ ہے۔مَیں چند امور آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور مرد احباب سے اور بالخصوص ان مردوں سے جو گھریلو کام میں شامل ہونے کو عار سمجھتے ہیں مَیں ان سے کہتا ہوں کہ ذرا اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مصفّا آئینہ میں دیکھیں اور پھر خود اپنا جائزہ لیں کہ ان کا طرزِ عمل کیسا ہے؟

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپؐ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا بلاوا آتا اور آپؐ مسجد میں تشریف لے جاتے۔(بخاری، کتاب الادب)

حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ گھر میں ہنستے کھیلتے، اہل و عیال سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ازواج مطہرات سے مزاح کرتے اور ان کی دلداری فرماتے۔ گھر کے کاموں میں مدد فرماتے۔اگر کوئی بیوی آٹا گوندھ رہی ہوتی تو پانی لا دیتے۔کھانا تیار ہو رہا ہوتا تو چولہے میں لکڑیاں ڈال دیتے۔گویا کہ بلاتکلف گھر کے کام کاج کرتے۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح)

اگر کبھی رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود ہی تناول فرما لیتے۔

(مسلم، کتاب الاشربہ)

اس جگہ ذرا ایک لمحہ کے لئے رک کر سوچئے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو ان باتوں میں ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنے والے ہیں؟

واقعات کے آئینہ میں

آیئے اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی میں حسن معاشرت کے چند واقعات پر نظر ڈالتے ہیں جن کی روشنی میں ہم سب اپنے اپنے حالات کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے کہ اونٹ کا پاؤں پھسلا اور آپ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہؓ فوراً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے۔آپؐ نے فرمایا: عَلَيْكَ بِالْمَرْاَةِ کہ پہلے عورت کا خیال کرو۔

ایک دفعہ کچھ ازواج مطہرات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھیں۔ایک غلام انجشہ نامی حُدی پڑھنے لگے۔جس کی وجہ سے اونٹ تیز چلنے لگے اور خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ازواج مطہرات جو اونٹوں پر سوار تھیں گر نہ جائیں۔آپؐ نے فرمایا: رِفْقاً بِالْقَوَارِيْرِ کہ ذرا آہستہ چلو، آبگینوں کا خیال رکھو۔(صحیح مسلم، کتاب الفضائل)

ایک ایرانی باشندہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ تھا جو سالن بہت عمدہ پکاتا تھا۔ اس نے ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپؐ کو دعوت دینے آیا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام حضرت عائشہؓ کے ہاں تھا۔ وہ اس وقت پاس ہی تھیں۔آپؐ نے ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ کیا یہ بھی ساتھ آجائیں۔ اس نے غالباً تکلیف اور زیادہ اہتمام کرنے کے اندیشہ سے نفی میں جواب دیا۔آپؐ نے فرمایا: پھر میں بھی نہیں آتا۔تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ بلانے آیا تو آپؐ نے پھر بتایا میری بیوی بھی ساتھ آئے گی۔اس نے پھر نفی میں جواب دیا تو آپؐ نے دعوت میں جانے سے معذرت کردی۔ وہ

چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آ کر گھر آنے کی دعوت دی تو آپ نے پھر اپنا وہی سوال دہرایا کہ عائشہؓ بھی آ جائیں تو اس مرتبہ اس نے حضرت عائشہؓ کو ہمراہ لانے کی حامی بھرلی۔ اس پر آپؐ اور حضرت عائشہؓ دونوں اس ایرانی کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر کھانا تناول فرمایا۔

(مسلم کتاب الاشربہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر پر احسان فرماتے ہوئے حضرت صفیہؓ بنت حیی کو اپنے عقد میں لینا پسند فرمایا۔ جنگ خیبر سے واپسی کا وقت آیا تو صحابہؓ نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے خود جگہ بنا رہے ہیں۔ وہ عبا جو آپ نے زیب تن کر رکھی تھی اُتاری اور اُسے تہہ کر کے حضرت صفیہؓ کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھادی۔ پھر ان کو سوار کراتے وقت اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا اور فرمایا، اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر)

ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت کی اس سے زیادہ روشن دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ اپنی وفات سے قبل جب آپؐ نے بیویوں سے فرمایا کہ تم میں سے سب سے پہلے مجھے آ کر دوسرے جہاں میں وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ اس پر بیویوں کی محبت کا اور آپؐ کی قربت کے شوق کا یہ عالم تھا کہ وہ فوراً اپنے ہاتھ ناپنے لگ گئیں۔ اس شوق میں وہ یہ بات کلیۃً فراموش کر بیٹھیں کہ یہ تو تب ہوگا جب موت کے دروازہ سے گزریں گی۔ یہ تڑپ اور شوقِ لقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن واحسان اور حسن معاشرت کی بے مثل دلیل ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے تاکیدی ارشادات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے چند ارشادات بھی سماعت فرمائیں جو حسن معاشرت سے تعلق رکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کے دوست احباب کے متعلق ناپسند فرماتے تھے کہ وہ عورتوں سے سختی سے پیش آئیں۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ جو طبیعت کے ذرا سخت تھے۔ ایک بار اپنی بیوی کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا۔ ”یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے۔ مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو خُذِالرِّفْقَ۔ اَلرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ۔ نرمی کرو۔ نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 409 ایڈیشن 1956ء)

اس الہام الٰہی کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح پاکؑ فرماتے ہیں:

”اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رِفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ ..... روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لیے دعا کرتے رہو“

(اربعین نمبر 3۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 428 حاشیہ)

ایک صحابی کے بارہ میں یہ بات حضرت مسیح موعودؑ کے علم میں آئی کہ ان کا سلوک اپنی اہلیہ سے اچھا نہیں۔ اس پر ان کے نام ایک درد بھرے مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا:

”اپنی بیویوں ......کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ ......عزیز من انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالہ کر دیا اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر یک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہئے اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جس کو خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمان داری بجالاتا ہوں۔ میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے۔ مجھے اس پر کونسی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہیے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے اور ان کو دین سکھلانا چاہیے۔ درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے“۔ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 230)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی عائلی زندگی کے چند نمونے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کے درمیان محبت و پیار، اطاعت و خدمت اور حسن سلوک کا جو شاندار اور مثالی تعلق تھا وہ بھی ہم سب کے لئے ایک اور آئینۂ ہدایت ہے۔ ان واقعات کو سنتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں: ”مَیں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضورؑ کو حضرت امّ المؤمنین سے ناراض دیکھا، نہ سنا۔ بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک آئیڈیل (Ideal) مثالی جوڑے کی ہونی چاہئے“۔ (سیرت حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 231)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اہلی زندگی کیسی پُرسکون اور محبتوں والی زندگی تھی۔ غور فرمائیں حضرت امّ المؤمنین سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

”میں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گُڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بہت شوق سے اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گُڑ ڈال دیا۔ وہ بالکل راب سی بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں اتنے میں حضرت صاحب آگئے۔ میرے چہرے کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا نہیں، یہ تو بہت اچھے ہیں۔ میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گُڑ والے تو مجھے پسند ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ از شیخ محمود احمد عرفانی، حصہ اول صفحہ 218-217)

کھانے میں ذرا سی کمی رہ جانے پر سیخ پا ہو جانے والے خاونداس مثال کو یاد رکھیں تو کیا ہی اچھا ہو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت امّاں جان کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھا کرتے تھے اور ہر تکلیف کو فوری دور کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح بیماری میں آپ کی تیمارداری کرتے۔ حضرت اماں جانؓ کی بات کو بڑی عزت دیا کرتے تھے یہاں تک کہ جو خادمائیں آپ کے گھر کام کرنے آیا کرتی تھیں وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ **”مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے۔“** (سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 40)

اس تعلق میں دلداری کا یہ واقعہ بھی ایمان افروز ہے۔ ابتدائی زمانہ میں حضرت امّاں جان پانی لینے کے لئے مرزا سلطان احمد صاحب کی حویلی میں جایا کرتی تھیں جہاں ایک کنواں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ اس کنویں سے رات نو بجے کے قریب گرمیوں کے موسم میں پانی لینے گئیں ......۔ اس دوران باتوں باتوں میں حضرت امّاں جان کسی بات پر ہنسیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب کی اہلیہ نے جب آپ کے ہنسنے کی آواز سنی تو کہنے لگیں کہ اگر ایسی بات ہے تو گھر میں کنواں کیوں نہیں لگا لیتیں؟ یہ بات سن کر حضرت امّاں جان نہایت غمگین ہو کر گھر واپس آگئیں۔

جب حضرت صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اسی وقت حضرت ملک غلام حسین صاحب کو بلا کر...... فرمایا کہ ابھی مرزا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جائیں اور کہیں کہ دو چار کھودنے والوں کو بلایا جائے۔ چنانچہ رات کے دس بجے چار کھودنے والے آگئے اور صبح تک آٹھ سے نو فٹ تک کنواں کھود دیا گیا۔ بعد میں ایک آدمی بٹالہ سے اینٹیں لینے بھی بھیجا گیا اور جلد سے جلد کام کروا کر یہ کنواں 15 دن کے اندر اندر تیار کر دیا۔

(الحکم 28 اپریل 1935ء صفحہ 4)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اہلی زندگی ہمارے لئے مثال ہے۔ آپس (کی محبت) کا یہ عالم تھا کہ ایک روز حضرت امّاں جانؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا: ”میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے آپ کا غم نہ دکھائے اور مجھے آپ سے پہلے اٹھالے۔“ یہ سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ”اور میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور میں تم کو سلامت چھوڑ جاؤں۔“

(سیرت حضرت امّاں جان شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان صفحہ 3)

گھروں کو جنت نظیر بنانے کے مختلف طریق

شادی جو ایک مقدس دائمی رفاقت کا نام ہے اس کو واقعی طور پر کامیاب اور خوشگوار بنانے کے لئے اسلامی تعلیمات سے متعلق چند اور امور کا ذکر کرتا ہوں۔

میاں بیوی کے اکثر جھگڑے ایک دوسرے کی خامیاں تلاش کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کتنی کم ظرفی کی بات ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی کمزوریاں تو چُن چُن کر تلاش کریں اور ان کی وجہ سے آپس میں جھگڑتے رہیں اور یہ کوشش نہ کریں کہ اپنے جیون ساتھی کی خوبیوں پر بھی نظر کرلیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آپس میں صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔ یہ میاں بیوی دونوں کو نصیحت ہے کہ اگر دونوں ہی اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں ....۔ ذرا ذرا سی بات پر معاملات بعض دفعہ اس قدر تکلیف دِہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ انسان سوچ کر پریشان ہوجاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں کہ جو کہنے کو تو انسان ہیں مگر جانوروں سے بھی بدتر۔“ (خطبہ جمعہ 2 جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 450)

حضور انور کی یہ پیاری نصیحت ہر وقت یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: ”ایک دوسرے کی خامیاں تلاش کرنے کی بجائے ایک دوسرے کی خوبیاں تلاش کریں“۔ (خطبہ جمعہ 8 نومبر 2013ء)

اگر میاں بیوی میں کسی بات پر اختلاف ہوجائے اور وہ غصہ میں آ کر بدکلامی اور الزام تراشی کی راہ پر چل نکلے ہوں تو دونوں کے لئے یہ نصیحت بہت ہی مفید ہے کہ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ کے مطابق اپنے غصّہ کو پی جائیں۔ اور جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کرلیں۔ اس طریق سے ان کی لڑائی آگے نہیں بڑھے گی۔

ایک اور عمدہ طریق یہ ہے کہ میاں بیوی کو ہمیشہ باہم ایک دوسرے پر پورا اعتماد رکھنا چاہئے۔ بلا وجہ تجسّس اور عیب چینی کا طریق اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے خطوط پڑھنا، فونوں پر نظر رکھنا، جیبوں کی خفیہ تلاشی لینا وغیرہ بہت سی باتیں ہیں جو بدظنی کا موجب بن کر بالآخر تعلقات کو ختم کرنے کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک بات ہمیشہ یاد رکھنے والی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ”مَیں نے جب سے شادیاں کی ہیں آج تک اپنی کسی بیوی کا کوئی صندوق کبھی ایک مرتبہ بھی کھول کر نہیں دیکھا۔“ (بحوالہ الفضل ربوہ 5 اکتوبر 2009ء)

قول سدید کی ضرورت

خطبہ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں ایک خاص نصیحت قول سدید کے بارہ میں ہے۔ یعنی جب بھی بات کی جائے سچی اور کھری ہو۔ سیدھی اور صاف بات ہو۔ اس میں کوئی بھی اینچ پیچ نہ ہو۔ یہ ایک ایسی سنہری نصیحت ہے جس کو اگر دیانتداری سے پلّے باندھ لیا جائے تو وہ مشکلات اور مسائل جو شادی کے بعد سر اٹھاتے ہیں کبھی پیدا نہیں ہوسکتے۔ رشتہ طے کرتے وقت بہت سے والدین اپنے بچوں کی کمزوریاں، بُری عادات اور جسمانی حالات کُھل کر بیان نہیں کرتے اس خوف سے کہ ان باتوں کا ذکر ہوا تو رشتہ نہیں ملے گا۔ یہ بات دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو اندھیرے میں رکھ کر والدین سمجھتے ہیں کہ ہم نے بچوں کا فائدہ کیا ہے حالانکہ جب یہ باتیں شادی کے بعد کھل کر سامنے آتی ہیں تو بات ناچاقی سے شروع ہو کر خلع یا طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے بلکہ خاندانوں کے تعلقات تک منقطع ہوجاتے ہیں۔ جھوٹ اور اخفاء سے اور قولِ سدید سے کام نہ لینے کی وجہ سے دونوں خاندان ساری زندگی مشکلات میں گرفتار رہتے ہیں اور اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتتے رہتے ہیں۔

کیا ہی مبارک ہے وہ گھرانہ جس میں صدقِ دل سے محبت اور پیار کی زبان بولی جاتی ہے، کہ دلوں کو جیتنے کا اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں!

بے جا مداخلت کی مضرّت

طلاق اور خلع کی بڑھتی ہوئی رفتار کی ایک وجہ میاں اور بیوی دونوں کے والدین کا بچوں کے عائلی معاملات میں بے جا مداخلت اور اپنی مرضی کو بچوں پر زبردستی ٹھونسنا ہے۔ وہ والدین بہت خوش نصیب اور مبارکباد کے مستحق ہیں جو بچوں کی شادی کے بعد ان کے معاملات میں ہرگز بے جا مداخلت نہیں کرتے۔

اسلام نے ایک طرف تو بچوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنے والدین کی اطاعت بھی کریں ان کی خدمت بھی کریں احسان کا سلوک کریں ان کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں اور دوسری طرف والدین کو نصیحت فرمائی کہ چھوٹی عمر میں بچوں کی تربیت کا پورا پورا حق ادا کریں اور بلوغت کے بعد ان پر یہ بات اچھی طرح واضح کردیں کہ اب وہ اپنے اعمال کے خود ذمہ دار اور اللہ تعالیٰ کے حضور پوری طرح جواب دِہ ہیں۔ شادی کے بعد جب ان کے بچے اور بچیاں اپنی ازدواجی زندگی میں داخل ہوتے ہیں تو پھر انہیں آزادی اور باہمی اتفاق سے اپنے معاملات طے کرنے کا موقع دینا

صحیح طریق عمل ہے۔

رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک

ایک اور قابل توجہ اور اہم بات رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک ہے۔اس بات کی اہمّیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی نصیحت کے معاً بعد اس کا ذکر فرمایا ہے۔آیت قرآنی ہے کہ :وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ (النّساء: 2) کہ اے مومنو!اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور پکڑ سے ڈرو کہ جس کے نام کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور پھر رِحموں کے تقاضوں کا بھی خاص طور پر خیال رکھو۔اس ارشاد سے پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ کا ایک تقاضا یہ ہے کہ رشتہ داروں سے حسن سلوک کیا جائے کہ یہ نیکی بھی حصول تقویٰ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی حرزِ جان بنانے کی ضرورت ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے‘‘۔(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 19)

رِحمی رشتہ داروں سے تعلقات کے حوالہ سے ایک افسوسناک بات یہ سامنے آتی ہے کہ اگر ایک طرف سے کوئی بدسلوکی ہو تو کہا جاتا ہے کہ ہم بھی ویسا ہی جواب دیں گے۔یہ بات مومنانہ اخلاق کے بالکل خلاف ہے۔اس سلسلہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانہ کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جس سے سخت مزاج لوگوں کو سبق سیکھنا چاہئے۔

’’چوہدری نذر محمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضورؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اور دوست ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا کہ ان کے سسرال والوں نے، ان کی بیوی بڑی مشکلوں سے ان کو دی ہے اس لئے اب وہ بھی اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس نہ بھجوائیں گے۔چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حضورؑ نے بڑے غصّہ سے اس دوست کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دُور ہو جاؤ۔ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آجائے۔اس پر وہ دوست باہر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ توبہ کرتا ہے جس پر حضورؑ نے اسے بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 از محمد اکبر صاحب محلّہ کبیر آباد ملتان)

طلاق میں جلدی کی ممانعت

ایک اور خرابی جو آج کل بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے یہ ہے کہ شادی کے مقدس بندھن کو توڑنا یعنی طلاق دینا ایک معمولی بات سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اس رشتہ کو توڑنا ایک سنگین معاملہ ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلّ اَلطَّلَاقُ۔ (ابوداؤد کتاب الطلاق) کہ ان باتوں میں سے جو شرعی طور پر جائز تو ہیں لیکن خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک سب سے بُری اور ناپسندیدہ بات ایک خاوند کا اپنی بیوی کو طلاق دینا ہے۔وہ مرد جو ذرا ذرا سی بات پر سیخ پا ہو جاتے ہیں اور غصہ میں ایسے بے قابو ہو جاتے ہیں کہ بیوی کی ساری خوبیاں اور عائلی زندگی کی سب خوشیاں یکسر بھول جاتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کو بڑی جہالت سے پسِ پشت ڈالتے ہوئے سالوں کے رشتوں کو ایک لمحہ میں ختم کر دیتے ہیں۔انہیں کچھ خیال نہیں آتا کہ اس جلد بازی کے اقدام سے وہ اپنے لئے، اپنی بیوی کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کن مشکلات کے دروازے کھول رہے ہیں۔نفسانی جوش سے مغلوب ہو کر وہ اس ارشاد کو بھی بھول جاتے ہیں کہ اللہ اور رسول کا فرمان کیا ہے اور مسیح پاک علیہ السلام نے ہمیں کیا تعلیم دی ہے۔مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد، خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندہ برتن کی طرح جلد مت توڑو‘‘۔(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 25 حاشیہ اور اربعین نمبر 3 صفحہ 38 حاشیہ اور روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 429-428)

ایسے مغلوب الغضب خاوند جو ذرا ذرا سی بات پر بپھر جاتے ہیں اور نہایت متکبرانہ انداز میں سالوں کے مقدس تعلق کو چکنا چور کر دیتے ہیں انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایک بنی ہوئی دیوار کو گرانا تو آسان ہے۔ایک دھکے سے دیوار گر جاتی ہے لیکن اس کو بنانے کے لئے لمبی محنت درکار ہوتی ہے۔پس یہ بہت ہی نادانی اور ناعاقبت اندیشی کی بات ہے کہ کھڑے کھڑے ایک ہنستے بستے خاندان کو اجاڑ کر رکھ دیا جائے۔ایک مومن کو خدا خوفی سے کام لیتے ہوئے ایسا قدم اٹھانے سے قبل سو بار سوچنا چاہئے اور کبھی بھی جلدی نہیں کرنی چاہئے۔

قطع تعلقی اور طلاق کے حوالہ سے ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔شاید کہ اتر جائے کسی دل میں مری بات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی’’افریقہ میں ملازم تھے اور بہت خوشحال زندگی بسر کرتے تھے۔ان کی دو بیویاں تھیں۔دونوں ہی قادیان دارالامان میں رہا کرتی تھیں۔1899ء کی بات ہے انہوں نے حضرت حکیم مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھ کر ان سے درخواست کی کہ ان دونوں بیویوں کو ان کے پاس افریقہ بھجوا دیا جائے۔اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھ ڈالا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اسے مَیں طلاق دیتا ہوں۔ان کا یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور علیہ السلام کو بہت ہی دکھ پہنچا۔امام الزماں نے حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو فرمایا وہ تو جب طلاق دے گا۔ان کو لکھ دیں کہ:

’’ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کر سکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا‘‘۔(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 253)

پس مقامِ خوف ہے ایسے خاوندوں کے لئے جو طلاق میں جلد باز ہیں۔دیکھیں اس جلد بازی سے معاملہ کہاں سے کہاں پہنچ سکتا ہے!

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصائح

اس تقریر کی تیاری کے سلسلہ میں جب میں نے سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کو دیکھنا شروع کیا تو یہ بات بہت نمایاں ہو کر سامنے آئی کہ عبادات، قربانیوں اور عملی اصلاحات کے ساتھ ساتھ جو بات آپ کے ارشادات میں نمایاں طور پر شامل رہی ہے وہ عائلی معاملات کی اصلاح ہے۔

ایک موقع پر مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:’’ہر ایک نے اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔خدا تعالیٰ کے آگے جب پیش ہونا ہے تو اپنے اعمال کا جواب ہر ایک نے خود دینا ہے۔اس لئے اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطاب 14 جون 2014 برموقع جلسہ سالانہ جرمنی بحوالہ الفضل ربوہ 18 جولائی 2014)

مختلف انداز میں، دلی محبت اور پیار سے حضور انور نے جو نصائح بیان فرمائی ہیں ان کو حرز جان بنانا ہمارا فرض ہے۔اگر یہ نہیں تو خلافت کی اطاعت اور وفا کے دعوے سب جھوٹے اور بے بنیاد ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:’’اللہ تعالیٰ میرے الفاظ میں اثر پیدا کر دے کہ اجڑتے ہوئے گھر جنّت کا گہوارہ بن جائیں‘‘۔

(خطبات مسرور جلد چہارم، صفحہ 564)

اس درد اور کرب کو جو ہمارے پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دل میں ہے خود اپنے دلوں میں اتارنے کی ضرورت ہے تا ہماری طرف سے ہمارے پیارے آقا کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رہیں۔

اختتامیہ

آج ظلمت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکنے والی انسانیت امن کی متلاشی ہے۔وہ امن جو ایک فرد کی ذات اور اس کے گھر سے شروع ہو کر رفتہ رفتہ ساری دنیا کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔جب تک دلوں میں سکون اور عائلی زندگی میں جنت کی کیفیت نہ ہو، امنِ عالم کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ پس ضرورت ہے کہ آج احمدی گھرانوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جنت نظیر بنا دیا جائے۔یہی جنتیں ہیں جو بالآخر ساری دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیں گی۔

پس ہم احمدی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کے لئے کوشاں ہیں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم صرف زبان سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے دنیا پر ثابت کریں کہ ہم ہیں جنہوں نے اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے یہ جنت اپنے گھروں میں پیدا کر لی ہے۔آؤ اے محرومو! تم بھی اسی راہ پر چل کر اپنے گھروں کو امن اور آشتی کے نور سے بھر دو کہ آج حقیقی امن اور سکون کی راہ ایک ہی ہے جو معاشرہ کی جہنم کو جنت میں تبدیل کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

پس اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلامو! جن کو امام الزّمان حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ذریعہ ایک نئی زندگی اور نیا عرفان نصیب ہوا ہے اٹھو! اور اپنے عمل سے دنیا پر ثابت کر دو کہ آج اندھیروں سے نکلنے کی ایک ہی راہ ہے جو اسلام کی نورانی شاہراہ ہے۔اپنے نمونہ سے دنیا کو بتا دو کہ اسلامی تعلیمات کو اپنانے کے سوا دنیا و آخرت کو سنوارنے کی کوئی اور ضمانت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے نیک نمونہ کے ذریعہ ساری دنیا کو نجات کا پیغام دینے والے بن جائیں۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

بقیہ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بعض مجالس سوال و جواب

......از صفحہ نمبر 4

مذاہب کی تعلیم کے مقابلہ میں معقول اور مکمل ہے۔اسلام یہی بتائے گا کہ کسی بُرے کام سے محبت نہ کرو۔

اخلاقی تعلیم

لیڈی: میں نے کسی مذہب میں نہیں سنا کہ ہر چیز سے خواہ وہ بُری ہو یا اچھی محبت کرو۔بلکہ اچھی باتوں سے محبت کرو ہی کی تعلیم ہے۔

حضرت صاحب: یہ سوائے اسلام کے کہیں نہیں ملے گا۔یہ تفصیل چاہتا ہے۔مَیں مختلف مذاہب کی تعلیمات بتا سکتا ہوں کہ ان میں کس طرح پر ان باتوں کو داخل اخلاق کیا گیا ہے جو نہایت شرمناک ہیں بلکہ ان کو نجات کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔مَیں دعویٰ سے یہ بات کہتا ہوں کہ اسلام کے سوا اخلاقی تعلیم کو کامل طور پر کسی مذہب نے بیان نہیں کیا۔کیا انجیل میں ہے؟

لیڈی: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب میں ہے۔

حضرت صاحب: خیال سے کچھ نہیں ہوتا۔یہاں خیالی طور پر کسی بات کے پیش کرنے سے کچھ نہیں بنتا۔واقعات بیان کرنے چاہئیں۔یہ جُدا بات ہے کہ جب قرآن کریم نے کوئی امر بیان کیا تو دوسرا بھی کہہ دے کہ ہاں یہی ہے۔مگر اسے اپنی کتاب سے اسی طریق پر پیش کرنا چاہئے۔مثلاً بہائی لوگ بعض باتیں پیش کرتے ہیں۔جب ہم نے ان کو بتایا کہ یہ مغربی خیالات کا اتّباع ہے تو وہ یہ اقرار نہیں کرتے کہ وہاں سے لیا ہے اپنا ذاتی خیال کہہ دیتے ہیں۔اسی طرح قرآن کریم نے جب اخلاقی تصریحات کو مکمل طور پر پیش کر دیا تو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں یہ بات ہے۔لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ دکھاؤ کہاں بیان کیا ہے تو پھر چُپ ہونا پڑتا ہے۔اسی طرح مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ انجیل یا بائبل سے نکال کر دکھائیں۔

مَیں مثال کے طور پر انجیل کی ایک تعلیم پیش کرتا ہوں۔انجیل کہتی ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دو۔(متی باب 5 آیت 39) بظاہر یہ بڑی خوبصورت تعلیم معلوم ہوتی ہے لیکن جب علم النفس پر غور کیا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعلیم ناقابل عمل ہے اور اس سے ہمیشہ فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسے انسان ملتے ہیں جو ایسے سلوک سے دلیر ہوتے ہیں اور ان کی اصلاح ناممکن ہو جاتی ہے۔بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جو اس سلوک سے فائدہ اٹھائیں۔دوسری طرف عمل کے معیار پر یہ کبھی بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی۔مثلاً روزمرہ کے واقعات کو چھوڑ کر گزشتہ جنگ میں جو عیسائیوں کے درمیان شروع ہوئی کیا اس پر عمل کیا جا سکتا تھا۔جرمن اگر ایک مقام مانگتے اور فرنچ یا انگریز کہہ دیتے کہ نہیں ایک کیا تم پیرس اور لندن بھی لے لو بلکہ برخلاف اس کے ان کا خوب مقابلہ کیا گیا اور ان کو عملاً شکست دے دی تو معلوم ہوا کہ یہ تعلیم اصلاح کی قوت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتی۔

برخلاف اس کے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے جَزَآؤُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔(الشوریٰ: 41) یعنی بدی کی سزا اُسی قدر بدی ہے۔اس حصہ میں تعزیر اور تادیب کے قانون کو بتا دیا۔جو شخص بدی کرے اس کو اسی قدر سزا دی جاوے لیکن اگر عفو موجب اصلاح ہو تو جو شخص عفو کرتا ہے اور ایسے محل پر کہ وہ موجب اصلاح ہو گا تو اس کا اجر اللہ کے ہاں سے پائے گا۔قرآن شریف نے سزا اور عفو دونوں کو محل اصلاح قرار دیا ہے۔یعنی اگر عفو بدی پر دلیری پیدا کرتا ہے اور جرأت دلاتا ہے تو ایسے لوگ جن کی اصلاح بغیر سزا کے نہیں ہو سکتی ان کو سزا دو۔لیکن جن لوگوں کی حالت اس کے خلاف ہو ان پر عفو کا اثر ہوتا ہو اور وہ اس سے اصلاح پا سکتے ہوں تو ان کو عفو کر کے اصلاح کا موقع دو۔

یہ حقیقی تعلیم ہے جو علم النفس اور اصول اصلاح کے موافق عملاً جاری ہو سکتی ہے۔اب آپ مقابلہ کر کے دیکھیں کہ انجیل کی تعلیم کو اس سے کیا نسبت۔مَیں کہتا ہوں کہ ایسی جامع تعلیم دنیا کی کسی کتاب میں نہیں۔

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 590 تا 596)

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ امن کانفرنس

......از صفحہ نمبر 20

ہو گیا۔ اور اس آرڈیننس XX کو نافذ ہوئے بھی تیس سال گزر چکے ہیں۔

موصوفہ نے سری لنکا میں سیاسی پناہ حاصل کرنے والی پاکستانی فیملیز کو پاکستان واپس بھجوانے پر بھی اظہارِ افسوس کیا اور کہا کہ اگرچہ سری لنکا کی حکومت کے اس فیصلے کو عدالت میں چیلنج بھی کیا گیا ہے لیکن پھر بھی وہ احمدیوں کو بدستور پاکستان واپس بھجوا رہی ہے جہاں نہ ان کی جان محفوظ ہے اور نہ ان کا مال محفوظ ہے۔

موصوفہ نے کہا کہ: میں جماعتِ احمدیہ کے اس خیال کی پرزور تائید کرتی ہوں کہ اسٹیٹ اور مذہب دو الگ الگ چیزیں ہونی چاہئیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس اصول کو سمجھ لیں تو دنیا سے مذہبی پرسیکیوشن بالکل ختم ہو جائے۔

میں جماعتِ احمدیہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے میرے علاقے یعنی مرٹن (Merton) کو اپنے ہیڈ کوارٹر کے طور پر چنا اور اس علاقے کے ساتھ ساتھ پورے برطانیہ کی ترقی اور خوشحالی کے لیے جو کام کر رہے ہیں وہ بہت قابلِ ستائش ہیں۔

☆ **اس کے بعد لارڈ طارق احمد آف ویمبلڈن نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ طارق احمد صاحب مکرم منصور احمد بی ٹی صاحب (مرحوم) کے بیٹے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری علی محمد صاحبؓ (بی اے۔ بی ٹی) کے پوتے ہیں۔ موصوف اس وقت حکومت برطانیہ میں وزیرِ مملکت برائے کمیونٹیز بھی ہیں۔**

موصوف نے بتایا کہ کس طرح جماعتِ احمدیہ انگلستان میں اپنے قیام اور ابتدا ہی سے ملک اور قوم سے وفاداری اور اس کی تعمیر و ترقی میں صحتمند کردار ادا کر رہی ہے۔ اور تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ مختلف قومیتوں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا برطانیہ کی تعمیر میں کردار کوئی نئی بات نہیں۔ یہ برطانیہ کی پہچان ہے!

موصوف نے برطانیہ کے وزیرِ اعظم آنریبل ڈیوڈ کیمرون اور سیکرٹری آف سٹیٹ برائے کمیونٹیز اینڈ لوکل گورنمنٹس کی طرف سے جماعت احمدیہ کو خیر سگالی کا پیغام پہنچایا اور بتایا کہ وہ بعض مصروفیات کی وجہ سے اس تقریب میں شامل نہ ہو سکے۔

لارڈ احمد نے کہا کہ: کچھ سال قبل جماعتِ احمدیہ کے نوجوانوں نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ برطانیہ کو وہ اپنا ملک سمجھتے ہیں اور انہیں اس پر فخر ہے۔ پوپی (Poppy) اپیل میں حصہ لینا شروع کیا۔ اس سے قبل بیرونِ ممالک سے آنے والے لوگ اس اپیل کے لیے کام نہیں کرتے تھے۔ اور آج مجھے آپ کو یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ احمدی نوجوانوں نے جس نیکی کا آغاز کیا تھا ہمیں اس کا پھل ایسے مل رہا ہے کہ ملک کے طول و عرض سے مختلف مذاہب، مساجد، گوردواروں اور دیگر کمیونٹیز سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی جنگ میں شہید ہو جانے والے یا زخمی ہونے والے برطانوی فوجیوں کے لواحقین کے لیے اکٹھے کیے جانے والے فنڈ کو جمع کرنے میں اپنا اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔

☆ **لارڈ احمد کے اس ایڈریس کے بعد ممبر پارلیمنٹ آنریبل Ed. Davey نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف اس وقت سیکرٹری آف سٹیٹ فار انرجی اینڈ کلائمیٹ چینج (Secretary of State for Energy & Change) ہیں۔ موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ:**

یہاں موجود ہونا میرے لیے بہت عزت کی بات ہے۔ آج کی اس تقریب اور کل صبح جنگِ عظیم اوّل کی یاد میں منعقد کی جانے والی تقریب میں شامل ہونے کے بعد ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے اپنے ماضی سے کیا سیکھا ہے اور اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ سیاست کے ذریعے لوگوں میں اختلاف پیدا کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو love for all, hatred for none کے اصول پر عمل نہیں کرتے اور دنیا میں اپنی سیاست کے ذریعہ تفرقہ ڈالنے میں لگے ہوئے ہیں۔ بیسویں صدی میں ہونے والی جنگوں کو دیکھ لیں یا آج یوکرین، شام، افغانستان، عراق اور دنیا کے بہت سارے ممالک میں ہونے والی جنگوں کو دیکھ لیں، آپ پر میرے اس بیان کی حقیقت واضح طور پر کھل جائے گی۔ آج جب کہ دنیا میں سیاسی تفرقہ ڈالا جا رہا ہے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم خلیفۃ المسیح کی سرپرستی میں ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائیں تاکہ تفرقہ کی سیاست کرنے کی بجائے اتحاد کی سیاست کر سکیں۔ ہم سب اکٹھے ہوں، ہم سب مل بیٹھ کر گفتگو کریں، باہم مل کر کام کریں، اکٹھے عبادت کریں تاکہ ہم سب ایک ہو جائیں۔ ہم خلیفۃ المسیح کے خطاب کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ اور 'انشاء اللہ' ہم سب ایک ہو جائیں گے۔

☆ **اس کے بعد ممبر آف پارلیمنٹ آنریبل Justine Greening نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوفہ سیکرٹری آف اسٹیٹ فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ (Secretary of State for International Developement) ہیں۔ موصوفہ نے کہا کہ:**

مَیں صرف ایک بات کرنا چاہوں گی۔ جیسا کہ دوسرے مقررین نے بھی بیان کیا ہے آج کا دَور ایک مشکل دَور ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان مختلف مسائل سے دوچار ہوتا ہے لیکن اس کی نظر مسائل کے اُس حل پر نہیں پڑتی جو اس کے بالکل سامنے موجود ہوتا ہے۔

موصوفہ نے کہا: آج کی تقریب انتہائی سادہ لیکن بہت 'طاقتور' تقریب ہے۔ ہمیں یہ کام اپنی لوکل کمیونٹیز میں، لندن میں، ہر جگہ کرنا ہو گا کہ مختلف کمیونٹیز کے لوگ مل بیٹھیں، ایک دوسرے کو سمجھیں، باہمی تعاون کے لئے گفت و شنید کریں اور ایک اور سادہ سا کام یہ کریں کہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ یہی کام ہے جو فیملیاں اکٹھے بیٹھ کر کرتی ہیں۔ اور یہی کام ہم آج یہاں کرنے والے ہیں۔

مجھے آج یہاں دو امور پر شکریہ بھی ادا کرنا ہے۔ پہلے تو Humanity First کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ یہ تنظیم نہ صرف پوری دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کر رہی ہے بلکہ گزشتہ سال آنے والے سیلاب کے دوران جماعتِ احمدیہ کے نوجوانوں نے سرے (Surrey) اور ڈیون (Devon) کے علاقوں میں بہت زبردست خدمات سرانجام دی ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ میرا محکمہ آئندہ ہیومینٹی فرسٹ کے ساتھ بین الاقوامی سطح پر مل کے کام کرنے کے بارے میں لائحہ عمل بنا رہا ہے۔

دوسری بات جس کا مَیں شکریہ ادا کرنا چاہوں گی یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ نے FGM (Female Genetal Mutilation) اور چائلڈ میرج (Child Marriage) کے خلاف آواز اٹھائی اور یہاں کی لوکل کمیونٹیز میں شاید سب سے پہلے جماعت نے ہی ان معاملات پر بیان جاری کیے۔ ایسے معاملات کے خلاف جرأت سے آواز اٹھانا جس سے سینکڑوں لوگ متأثر ہو رہے ہوں کسی بھی جماعت کی پہچان بن جاتا ہے۔ آپ سب جو کچھ بھی کرتے ہیں اس پر آپ کا شکریہ، آپ کی لیڈرشپ کا شکریہ کہ ہم سب کو آج اکٹھا کیا، آپ کے اچھے کاموں پر آپ کا شکریہ۔

☆ **سیکرٹری آف سٹیٹ جسٹن گریننگ کے ایڈریس کے بعد Most Rev. Kevin McDonald (آرچ بشپ امریٹس آف ساؤتھ وارک، رومن کیتھولک چرچ آف انگلینڈ اینڈ ویلز) نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔**

موصوف نے کہا: اس تقریب میں پوپ فرانسس کے پرنسپل ایڈوائزر برائے بین المذاہب تعلقات Cardinal John Louis Tauran کو بھی مدعو کیا گیا تھا لیکن وہ اپنی مصروفیت کی وجہ سے یہاں نہیں آ سکے۔ ان کی طرف سے بھجوائے گئے ایک پیغام کو آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

موصوف نے کہا: 'عزت مآب خلیفۃ المسیح! مجھے اسلام کے وژن کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ انسان کو زمین پر خدا کے خلیفہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ مسیحیت کے نزدیک انسان کو خدا تعالیٰ کی صورت پر ہی پیدا کیا گیا ہے۔

پوپ فرانسس اس پس منظر میں انسان کے لیے custodians کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ گویا کہ خدا نے ہمیں اس دنیا میں موجود چیزوں کا نگران ٹھہرایا ہے۔ لیکن ٹھہریئے، ذرا سوچیئے! ہم نے اس دنیا کے ساتھ کیا کر دیا ہے اور مزید کیا کرتے چلے جا رہے ہیں؟ ہمیں اس طرح کام کرنا چاہیے کہ زمین پر موجود تمام نعمتیں اور تمام قدرتی چیزیں اپنی اصل صورت میں قائم رہیں۔ یہ ذمہ داری نہ صرف حکومتوں اور سیاستدانوں کی ہے بلکہ یہ ذمہ داری مذہب کو ماننے والے اور لامذہب کی بھی بنتی ہے۔

موصوف نے کہا: امن ایک انتہائی ضروری چیز ہے جس کے بغیر انسان نہ تو سکون سے رہ سکتا ہے اور نہ ہی ترقی کر سکتا ہے۔ امن کے بارے میں ہر مذہب میں تعلیمات موجود ہیں، اگرچہ ان کا زاویۂ نگاہ اپنا اپنا ہو سکتا ہے۔ عیسائیوں کے لیے امن خدا تعالیٰ کا تحفہ ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی کوشش سے حاصل کرنے والی ایک چیز ہے۔ پوپ جان 23 نے دنیا کو ایک نیوکلیئر جنگ سے خبردار کرتے ہوئے دنیا میں قیامِ امن کے لئے چار ستون بیان کیے ہیں۔ سچائی، انصاف، محبت اور آزادی۔ یہ چار باتیں امن کے قیام کے لیے اتنی ضروری ہیں کہ انہی پر عیسائیوں کے مختلف فرقوں اور مسلمانوں کے درمیان امن قائم کرنے کے لئے بات ہوتی ہے۔ انصاف ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ لیکن کسی بھی مذہب کے ماننے والے کو انصاف کے قیام میں اپنا خاص کردار ادا کرنا چاہیے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ چاہے کوئی فردِ واحد ہو یا کوئی قوم اگر ان میں انصاف نہ ہو تو اس سے بے چینی اور مجرمانہ سوچ جنم لیتی ہے اور اس کے نتیجے میں اختلافات، لڑائیاں اور جنگیں بھی ہو سکتی ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ مذہبی رہنما مل کر شدّت پسندی کے خلاف بات کریں۔ خاص طور پر ایسی شدّت پسندی جو مذہب کے نام پر کی جا رہی ہو۔ ہم سب مل کر امن اور انصاف کو قائم کرتے ہوئے اپنے خدا کی حمد کریں اور اس دنیا میں قیامِ امن کی کوشش کریں'۔

موصوف نے کہا: میں انگلینڈ اور ویلز کے کیتھولک چرچ کی طرف سے خلیفۃ المسیح اور جماعتِ احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امن کے لئے ان کی کاوشوں کو تہِ دل سے سراہتا ہوں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ دنیا میں امن اور انصاف کے قیام کے لئے مجھ پر اور جس تنظیم سے میرا تعلق ہے اس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

☆ آرچ بشپ کے اس ایڈریس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مکرم امیر صاحب برطانیہ نے 'احمدیہ مسلم پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس' (Ahmadiyya Muslim Prize for the Advancement of Peace) کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے اس سال اس ایوارڈ کے مستحق قرار دیے جانے والے خوش نصیب کا اعلان کیا۔

اس ایوارڈ کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے 2009ء میں ہوا تھا۔ یہ ایوارڈ ہر سال کسی ایسے فردِ واحد یا تنظیم کو دیا جاتا ہے جو دنیا میں امن کے قیام یا خدمتِ انسانی کے لئے بے مثال اور بے لوث کام کرنے والے ہوں۔

چنانچہ امسال یہ ایوارڈ ایک فلاحی ادارے Marys Meal کو دیا گیا۔ ایوارڈ کے اعلان کے بعد اس ادارے کی انسانیت کی خدمات کے حوالہ سے ایک تعارفی ویڈیو دکھائی گئی۔ یہ ادارہ دنیا کے پسماندہ علاقوں میں بسنے والے لاکھوں بچوں کو دن میں ایک وقت کا کھانا اور مفت تعلیم فراہم کرتا ہے۔

بعد ازاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ادارے کے سربراہ مسٹر میگنَس مکفارلین بارَو (Mr. Magnus MacFarlane-Barrow) کو 'احمدیہ پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس'، عطا فرمایا۔ اس ایوارڈ میں ایک سرٹیفکیٹ، ایک کرسٹل سے تیار شدہ مینارہ اور دَس ہزار پاؤنڈ کا چیک شامل تھا۔

ایوارڈ وصول کرنے کے بعد موصوف Mr. Magnus MacFarlane-Barrow نے اپنے مختصر ایڈریس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور جماعتِ احمدیہ کی امن کے قیام کی کاوشوں کو سراہا اور پھر اپنی زندگی کے بعض تجربات کا ذکر کر کے اپنے ادارے کا تعارف کروایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم دنیا میں بھوک کو ختم کرنے اور تعلیم کو عام کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ جب تک دنیا میں بھوک ہے امن قائم نہیں ہو سکتا۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات وجرائد سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سرخ چھینٹوں کا نشان

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ مارچ 2010ء میں مغفور احمد منیر صاحب کا مرسلہ ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرخ چھینٹوں کے کشف کو بیان کیا گیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ کے حوالہ سے ایک روایت ''سیرۃ المہدی'' میں بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ غالباً 1884ء کے مئی جون میں رمضان کی 27 تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں نماز فجر پڑھ کر اس کے ساتھ والے غسلخانہ میں جو تازہ پلستر ہونے کی وجہ سے ٹھنڈا تھا، ایک چارپائی پر جا لیٹے۔ مَیں پاؤں دبانے بیٹھ گیا۔ دل میں بہت مسرور تھا کہ میرے لئے ایسے مبارک موقعے جمع ہیں یعنی حضرت صاحب جیسے مبارک انسان کی خدمت کر رہا ہوں۔ وقت فجر کا ہے۔ مہینہ رمضان کا ہے تاریخ 27 اور جمعہ کا دن ہے اور گزشتہ شب 'شب قدر' تھی کیونکہ مَیں نے حضرت صاحب سے سنا ہوا تھا کہ جب رمضان کی 27 تاریخ اور جمعہ مل جائیں تو وہ رات یقیناً شب قدر ہوتی ہے۔

مَیں انہی باتوں کا خیال کر کے دل میں مسرور ہو رہا تھا کہ حضرت صاحب کا بدن یکلخت کانپا اور اس کے بعد حضورؑ نے آہستہ سے اپنے اوپر کی کہنی ذرا ہٹا کر میری طرف دیکھا۔ آپؑ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپؑ نے پھر اسی طرح اپنی کہنی رکھ لی۔ مَیں دباتے دباتے حضورؑ کی پنڈلی پر آیا تو مَیں نے دیکھا کہ حضورؑ کے پاؤں پر ٹخنے کے نیچے سرخی کا ایک قطرہ پڑا تھا جو ابھی تازہ گرے ہونے کی وجہ سے گیلا تھا۔ مَیں نے اسے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی لگا کر دیکھا تو وہ ٹخنے پر پھیل گیا اور میری انگلی پر بھی لگ گیا۔ مَیں نے اُسے سونگھا لیکن اس میں خوشبو نہیں تھی۔ پھر مَیں دباتا دباتا پسلیوں کے پاس پہنچا وہاں مَیں نے سرخی کا ایک اور بڑا قطرہ کرتہ پر دیکھا۔ اس کو بھی مَیں نے ٹٹولا تو وہ بھی گیلا تھا۔ اس وقت پھر مجھے حیرانی ہوئی کہ یہ سرخی کہاں سے آگئی ہے۔

پھر مَیں چارپائی سے آہستہ سے اٹھا کہ حضرت صاحبؑ جاگ نہ اٹھیں اور پھر اس کا نشان تلاش کرنا چاہا کہ یہ سرخی کہاں سے گری ہے۔ بہت چھوٹا سا حجرہ تھا۔ چھت میں اردگرد مَیں نے اس کی خوب تلاش کی مگر خارج میں مجھے اس کا کہیں پتہ نہیں چلا کہ کہاں سے گری ہے۔

تھوڑی دیر بعد حضرت صاحبؑ اٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر حجرہ میں سے نکل کر مسجد میں جا کر بیٹھ گئے۔ مَیں وہاں پیچھے بیٹھ کر آپؑ کے مونڈھے دبانے لگ گیا۔ اس وقت مَیں نے عرض کیا کہ حضور! یہ آپ پر سرخی کہاں سے گری ہے؟ حضورؑ نے بے توجہی سے فرمایا کہ آموں کا رسا ہوگا۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو سرخی ہے۔ اس پر آپ نے پوچھا کہ کہاں ہے؟ مَیں نے کرتہ پر وہ نشان دکھا کر کہا کہ یہ ہے۔

اس پر حضورؑ نے کرتے کو سامنے کی طرف کھینچ کر اور اپنے سر کو ادھر پھیر کر اس قطرہ کو دیکھا۔ پھر اس کے متعلق مجھ سے کچھ نہیں فرمایا بلکہ رؤیت باری اور امور کشوف کے خارج میں وجود پانے کے متعلق پہلے بزرگوں کے ایک دو واقعات مجھے سنائے۔ پھر فرمایا کہ یہ کشف کی باتیں تھیں مگر خداتعالیٰ نے ان بزرگوں کی کرامت ظاہر کرنے کے لئے خارج میں بھی ان کا وجود ظاہر کر دیا۔ اب ہمارا قصّہ سنو۔ جس وقت تم حجرہ میں ہمارے پاؤں دبا رہے تھے۔ مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع اور مصفّٰی مکان ہے۔ اس میں ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک شخص حاکم کی صورت میں بیٹھا ہے۔ میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ احکم الحاکمین یعنی ربّ العالمین ہیں اور مَیں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں جیسے حاکم کا کوئی سررشتہ دار (ہیڈ کلرک) ہوتا ہے۔ مَیں نے کچھ احکام قضاء وقدر کے متعلق لکھے ہیں اور ان پر دستخط کرانے کی غرض سے ان کے پاس لے چلا ہوں۔ جب مَیں پاس گیا تو انہوں نے مجھے شفقت سے اپنے پاس پلنگ پر بٹھالیا۔ اس وقت میری حالت ایسی ہوگئی کہ جیسے ایک بیٹا اپنے باپ سے بچھڑا ہوا سالہا سال کے بعد ملتا ہے اور قدرتاً اس کا دل بھر آتا ہے یا شاید فرمایا اس کو رقّت آجاتی ہے۔ اور میرے دل میں اس وقت یہ خیال آیا کہ یہ احکم الحاکمین (یا فرمایا ربّ العالمین) ہیں اور کس محبت اور شفقت سے انہوں نے مجھے بٹھالیا ہے۔ اس کے بعد مَیں نے وہ احکام جو لکھے تھے دستخط کرانے کے لئے پیش کئے۔ انہوں نے قلم سرخ دوات میں (جو پاس پڑی تھی) ڈبویا اور میری طرف جھاڑ کر دستخط کر دیئے۔

حضرت صاحبؑ نے فرمایا: یہ وہ سرخی ہے جو اس قلم سے نکلی ہے۔ پھر فرمایا کہ دیکھو کوئی قطرہ تمہارے اوپر بھی گرا؟ مَیں نے اپنے کرتے کو اِدھر اُدھر سے دیکھ کر عرض کیا کہ حضور میرے پر تو کوئی نہیں گرا۔ فرمایا کہ تم اپنی ٹوپی پر دیکھو۔ مَیں نے اپنی ململ کی سفید ٹوپی اتار کر دیکھی تو ایک قطرہ اس پر بھی تھا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی اور مَیں نے عرض کیا کہ حضورؑ میری ٹوپی پر بھی ایک قطرہ ہے۔ پھر میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ یہ کرتہ بڑا مبارک ہے اس کو تبرکاً لے لینا چاہئے۔ پہلے مَیں نے اس خیال سے کہ کہیں حضورؑ انکار نہ کر دیں، حضورؑ سے مسئلہ پوچھا کہ حضورؑ کسی بزرگ کا کوئی تبرک کپڑے وغیرہ کا لے کر رکھنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات صحابہؓ نے رکھے تھے۔ پھر مَیں نے عرض کیا کہ حضورؑ خدا کے واسطے میرا ایک سوال ہے۔ فرمایا کہو کیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور یہ کرتہ تبرکاً مجھے دے دیں۔ فرمایا: نہیں، یہ تو ہم نہیں دیتے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضورؑ نے ابھی تو فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات صحابہؓ نے رکھے۔ اس پر فرمایا کہ یہ کرتہ مَیں اس واسطے نہیں دیتا کہ میرے اور تیرے مرنے کے بعد اس سے شرک پھیلے گا۔ اس کی لوگ پوجا کریں گے، اس کو لوگ زیارت بنالیں گے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے تبرکات سے شرک نہ پھیلا؟ فرمایا: دراصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تبرکات جن صحابہ کے پاس تھے وہ مرتے ہوئے وصیتیں کر گئے کہ ان تبرکات کو ہمارے کفن کے ساتھ دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضورؑ مَیں بھی مرتا ہوا وصیت کر جاؤں گا کہ یہ کرتہ میرے ساتھ دفن کر دیا جاوے۔ فرمایا: ہاں اگر یہ عہد کرتے ہو تو لے لو۔ چونکہ وہ جمعہ کا دن تھا، تھوڑی دیر کے بعد حضورؑ نے غسل کر کے کپڑے بدلے اور مَیں نے یہ کرتہ سنبھال لیا۔

7/اکتوبر 1927ء کو حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ کی وفات ہوئی تو اس موقع پر ان کی وصیت کے مطابق یہ کرتہ ان کو کفن کے طور پر پہنایا گیا اور اُن کے ساتھ ہی بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوا۔

محترم رشید احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 اکتوبر 2010ء میں مکرم محمد یونس صاحب نے اپنے مضمون میں اپنے والد محترم رشید احمد صاحب کا مختصر ذکر خیر کیا ہے۔

محترم چوہدری رشید احمد صاحب 1938ء میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد کُل 6 بھائی تھے جن میں سے ایک (یوسف صاحب) احمدی ہوچکے تھے اور کنری شہر میں رہتے تھے جبکہ باقی پانچ میل دُور ''گوٹھ علم الدین'' میں رہتے تھے۔ جب بھی شہر کا کوئی کام ہوتا تو رشید صاحب خود جاتے اور اپنے احمدی چچا کو مل کر اُن سے احمدیت سے متعلق گفتگو بھی کرتے اور لٹریچر بھی لے آتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ نے کسی کو بتائے بغیر بیعت کر لی اور پھر اپنے والد اور بھائیوں کو اپنے احمدی ہونے کے بارہ میں بتا دیا۔ آپ کے والد ناراض تو ہوئے لیکن مارا پیٹا نہیں البتہ آپ کے چھوٹے بھائی نے آپ کو مارا۔ جلد ہی برادری والوں نے آپ کا بائیکاٹ کر دیا۔ بھائیوں کے بیٹے آپ کے گھر کے سامنے سے گزرتے تو کافر کے آوازے کستے اور دیوار پر سے اُپلے صحن میں پھینکتے۔ بعض سندھیوں نے قتل کی دھمکیاں بھی دیں۔ سکول میں آپ کے بیٹے (مضمون نگار) کا پانی کا برتن الگ کر دیا گیا۔ یہ سلسلہ کئی سال چلتا رہا۔

خلافتِ ثالثہ کے دوران حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ ربوہ سے ناصر آباد کا دورہ کرنے تشریف لائے تو کنری کے امیر صاحب اُنہیں ہمارے گاؤں میں بھی لے آئے۔ سارا گاؤں مہمانوں کو دیکھ کر اکٹھا ہوگیا۔ حضورؒ نے ایک پُرزور تقریر فرمائی اور اس کے بعد پوچھا کہ بتاؤ مَیں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی؟ اس پر رشید صاحب کے والد محترم چوہدری علم الدین صاحب (جو اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے) کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ مَیں تو بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ توقّف سے باقی بھائی بھی بیعت پر آمادہ ہوگئے اور پھر وہاں پر موجود سب احباب نے اُسی جلسہ میں احمدیت قبول کرلی۔

محترم رشید صاحب اپنے بچوں کی تعلیم کی خاطر 1981ء میں گاؤں سے 'نبی سر روڈ شہر' چلے گئے۔ وہاں آپ کے چار برادر نسبتی مقیم تھے جو احمدی نہیں تھے۔ اس لئے اُن کی طرف سے مخالفت کا ایک لمبا دَور شروع ہوا جو اُن کی اولاد کے ذریعہ آج بھی جاری ہے۔ تاہم وہاں جماعت قائم تھی اور احمدیہ مسجد بھی موجود تھی۔ پھر 1993ء میں محترم رشید صاحب کراچی آگئے اور اپنا مکان بنا کر رہنے لگے۔ مختلف اوقات میں آپ کو قائد مجلس کے علاوہ زعیم حلقہ اور صدر حلقہ کے طور پر بھی خدمت کی سعادت ملتی رہی ہے۔ 22 مئی 2005ء کو کراچی میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

محترم خضر حیات صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 27 اکتوبر 2010ء میں مکرم فہیم احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نے مختصراً مکرم خضر حیات صاحب (آف سلانوالی ضلع سرگودھا) کے اوصاف بیان کئے ہیں جو 22 جنوری 2010ء کو وفات پاگئے۔

مکرم خضر حیات صاحب میں بہت سی خوبیاں تھیں جماعتی کاموں میں بے لوث خدمت کا جذبہ آپ کے اندر بہت بھرا ہوا تھا اور جب بھی کسی جماعتی کام کے متعلق بتایا جاتا تو فوراً اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر حاضر ہوجاتے۔ اجلاسات میں بروقت شامل ہوتے۔ دعوت الی اللہ کا جذبہ جنون کی حد تک موجزن تھا۔ مرکزی نمائندگان کا احترام کرتے۔ کئی سال تک آپ نے اپنا نصف گھر مربی سلسلہ کی رہائش کے طور پر وقف کئے رکھا حالانکہ آپ کے اپنے آٹھ بچے تھے اور تنگدستی کی حالت بھی تھی۔ لمبا عرصہ صدر جماعت رہے پھر بطور سیکرٹری مال بھی خدمت کی اور سیکرٹری اصلاح وارشاد بھی رہے۔ آپ کو دومرتبہ یعنی 1997ء میں کلمہ کیس کے تحت اور 2009ء میں تبلیغ اور مسجد کی تعمیر کے جرم میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ دونوں دفعہ بڑی استقامت سے مشکلات کا مقابلہ کیا۔ آپ نے اپنے دو بیٹوں کو بھی وقف کر کے جامعہ میں داخل کروایا۔

کولتار کی جھیل

ماہنامہ ''تشحیذ الاذہان'' ربوہ جنوری 2010ء میں شائع ہونے والے ایک مختصر معلوماتی مضمون میں کولتار کی جھیل کا تعارف کروایا گیا ہے جسے 1595ء میں ٹرینیڈاڈ (ویسٹ انڈیز) میں سر والٹر ریلے نے پاریکو کے مقام پر دریافت کیا تھا۔ اس جھیل کا رقبہ 99 ہزار مربع ایکڑ ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ حرکت میں رہتی ہے۔ انسان اور گاڑیاں اس پر روانی سے چل سکتے ہیں لیکن رُک نہیں سکتے ورنہ وہ اس کی تہ میں پہنچ جائیں گے۔

ابتدا میں جہازوں کے رخنے بھرنے کے لئے کولتار بہت مفید ثابت ہوئی۔ پھر سڑکوں کی تعمیر ومرمّت کے لئے 1940ء میں جہازوں کے ذریعے ایک لاکھ بیس ہزار ٹن سے زائد کولتار انگلستان اور کینیڈا میں پہنچایا گیا۔ اب تک جھیل سے 18 لاکھ میٹرک ٹن سے زیادہ کولتار نکالا جاچکا ہے۔

اس نیم گرم جھیل میں کبھی کبھار درخت بھی اُگتے ہیں۔ 1928ء میں ایک درخت قریباً 15 میٹر کی اونچائی تک سیدھا اُگا اور چند روز سیدھا رہنے کے بعد ایک طرف جھکنے لگا اور آخر جھیل نے اسے نگل لیا۔ اس جھیل سے انسانی ڈھانچے بھی ملے ہیں جس سے قیاس کیا گیا ہے کہ مُردے دفن کرنے کے لئے بھی اس جھیل کو استعمال کیا گیا تھا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14 جنوری 2011ء میں مکرم اعظم نوید صاحب کی خلافت کے حوالہ سے ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

خلافت کی جس کو بھی خلعت ملی ہے
بہت باوفا اس کو ملت ملی ہے
خلافت کے سائے میں جو بھی پلا ہے
اسے دین و دنیا کی ثروت ملی ہے
دعائیں بھی اس کی ہیں آبِ بقا سی
اسے اِذنِ ربی سے نصرت ملی ہے
خلافت ہے ہم پہ اک احسان باری
جماعت کو اس سے ہی وحدت ملی ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
December 05, 2014 – December 11, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday December 05, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:10	Reception In Sydney: Recorded on October 18, 2013.
02:25	Pushto Service
03:05	Tarjamatul Quran Class
04:10	Kasre Saleeb
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran
06:45	Huzoors Reception In Melbourne: Recorded on October 11, 2013.
07:45	Siraiki Service
08:15	Rah-e-Huda
09:45	Indonesian Service
10:50	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
11:40	Ghazwat-e-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane
15:40	Dua-e-Mustaja'ab
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Live Al Hiwar Ul Mubashir
20:30	MTA Variety
21:05	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday December 06, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	Huzoors Reception In Melbourne
02:10	Friday Sermon: Recorded on December 05, 2014.
03:25	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 342.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Ansar UK Ijtema Final Address: Recorded on October 04, 2009.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer session: Recorded on September 04, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:00	World News
18:25	Ansar UK Ijtema Final Address [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday December 07, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:45	Al-Tarteel
01:20	Ansar UK Ijtema Final Address
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Rec. November 28, 2014.
04:05	Kuch Yaadain Kuch Baatain
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 343.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Ireland Boys Mulaqat
08:10	Faith Matters
09:10	Question And Answer Session: Recorded on June 24, 1996. Part 2.
10:00	Live Asr-e-Hazir
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on October 25, 2013.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Shotter Shondhane
15:10	Ireland Boys Mulaqat [R]
16:30	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time
17:30	Yassarnal Quran
17:55	World News
18:25	Ireland Boys Mulaqat[R]
19:35	In-Depth
20:25	Roots To Branches
21:00	MTA Variety
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session

Monday December 08, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:15	Ireland Boys Mulaqat
02:20	Roots To Branches
02:45	Friday Sermon: Recorded on December 05, 2014
03:50	MTA Variety
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 344.
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:20	Al-Tarteel
06:45	Reception In Brisbone: Recorded on October 23, 2013.
08:00	International Jama'at News
08:35	Science Ufaq
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on May 10, 1999.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on August 15, 2014.
11:00	Malayalam Service
11:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:35	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on Februrary 20, 2009.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Malayalam Service
15:35	Science Ufaq
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Reception In Brisbone[R]
19:30	Somali Service
20:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon [R]
23:15	Malayalam Service

Tuesday December 09, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:15	Reception In Brisbone
02:30	Kids Time
03:00	Friday Sermon: Recorded on Februray 20, 2009.
04:20	Ilmul Abdaan
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 345.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna: Recorded October 12, 2014.
08:05	Alif Urdu
08:30	Australian Service
09:05	Question And Answer Session: Recorded on June 24, 1996. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 05, 2014.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Quran
13:00	MTA Variety
13:35	Noor-e-Mustafwi
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:30	Asr-e Hazir
16:30	Press Point
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 05, 2014.
20:30	Alif Urdu
21:00	Press Point
22:00	Asr-e-Hazir
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday December 10, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna
02:30	Alif Urdu
03:00	Press Point
04:00	Noor-e-Mustafwi
04:15	Aadab-e-Zindagi
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Qadian Concluding Address: Recorded on December 28, 2009.
08:05	MTA Variety
09:05	Question And Answer Session: Recorded on September 04, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on December 05, 2014.
12:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25	Al-Tarteel
12:50	Friday Sermon: Recorded on February 20, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:40	Kids Time
16:15	Faith Matters
17:25	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Qadian Concluding Address [R]
19:30	French Service: Horizons d'Islam
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:50	Friday Sermon [R]
23:05	Intikhab-e-Sukhan

Thursday December 11, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana Qadian Concluding Address
02:20	Deeni-o-Fiqahi Masail
02:55	MTA Variety
03:55	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Reception At Baitul Muqeet Mosque: Recorded on November 02, 2013.
08:15	Aadab-e-Zindagi
08:50	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 18, 1998.
09:55	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Kasre Saleeb
14:00	Friday Sermon
15:10	Alif Urdu
15:30	Aadab-e-Zindagi
16:05	Persian Service
16:35	Tarjamatul Quran Class [R]
17:40	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:15	Reception At Baitul Muqeet Mosque [R]
19:30	Live German Service
20:35	Faith Matters
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
22:40	Aadab-e-Zindagi
23:15	In Depth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 28 November , 2014 | Issue No. 48

جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام طاہر ہال (مسجد بیت الفتوح) لندن میں گیارھویں نیشنل امن کانفرنس کا نہایت کامیاب انعقاد

مختلف مذاہب، حکومتی اداروں، سیاسی و سماجی تنظیموں کے نمائندگان اور معاشرہ کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد کی شمولیت۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بعض خصوصی مہمانوں کی ملاقات اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو۔

❁ آج جب کہ دنیا میں سیاسی تفرقہ ڈالا جا رہا ہے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم خلیفۃ المسیح کی سرپرستی میں ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائیں تاکہ تفرقہ کی سیاست کرنے کی بجائے اتحاد کی سیاست کرسکیں۔ ❁ آج کی تقریب انتہائی سادہ لیکن بہت طاقتور تقریب ہے۔

❁ یہ بہت اچھی بات ہے کہ مذہبی رہنما مل کر شدّت پسندی کے خلاف بات کریں۔ خاص طور پر ایسی شدّت پسندی جو مذہب کے نام پر کی جارہی ہو۔ مَیں خلیفۃ المسیح اور جماعتِ احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امن کے لئے ان کی کاوشوں کو تہِ دل سے سراہتا ہوں۔

(تقریب میں شامل بعض ممبران پارلیمنٹس، حکومتی وزراء اور انگلینڈ اور ویلز کے کیتھولک چرچ کے سربراہ کا حاضرین سے خطاب)

ایک فلاحی ادارے Mary's Meals کے لئے اس کی خدمت انسانیت پر ''احمدیہ پرائز فار دی ایڈوانسمنٹ آف پیس'' کا ایوارڈ

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بڑا عظیم الشان، انقلابی کام جو خلافت احمدیہ کے اس مبارک دور میں ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفسِ نفیس تشریف لے جا کر دنیا کے سرکردہ حکام کے سامنے اسلام کی امن اور صلح و آشتی کی حقیقی تعلیم پیش فرمائی اور بڑے مؤثر رنگ میں یہ ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کیلئے نجات دہندہ ہیں اور بتایا کہ آج دنیا کا امن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے اور آپؐ کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حصار میں آنے سے ہی وابستہ ہے۔

کیپٹل ہل (امریکہ) میں حضور انور نے خطاب فرمایا، لاس اینجلیز امریکہ میں، یورپین پارلیمنٹ میں، برٹش پارلیمنٹ میں، نیوزی لینڈ پارلیمنٹ میں، جرمنی کے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں، آسٹریلیا کے تین شہروں میں، پھر سنگاپور میں ایسی تقاریب ہوئیں۔ جاپان میں، کینیڈا میں یہ تقریبات ہوئیں۔ ان تقریبات میں حکومت کے وزراء، سینٹرز، ممبرانِ پارلیمنٹ، منسٹرز، ممالک کے ایمبیسیڈرز، فوجی حکام، سیکورٹی حکام، حکومتی اداروں کے سرکردہ حکام، شہروں کے میئرز، کونسلرز، تعلیمی اداروں کے پرنسپلز، ڈاکٹرز، وکلاء، انجینئرز، جرنلٹس اور زندگی کے ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوئے۔

ان سب تقریبات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان عالمی لیڈروں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ تم صرف اور صرف اسلام کے امن کے پیغام کو اپناتے ہوئے اور دوسروں کے حقوق کامل عدل و انصاف سے ادا کرتے ہوئے دنیا کو تباہی سے بچا سکتے ہو۔

جماعت احمدیہ یوکے کو بھی گزشتہ ایک دہائی سے ''امن کانفرنس'' (Peace Conference) کے انعقاد کی توفیق مل رہی ہے جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفسِ نفیس ہر سال شرکت فرماتے ہیں اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں دنیا میں امن کے قیام اور دنیا کو تباہی سے بچانے کی راہ بتاتے ہیں۔

امسال 8/نومبر 2014ء بروز ہفتہ مسجد بیت الفتوح لندن کے طاہر ہال میں جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے گیارھویں نیشنل امن کانفرنس کا انعقاد ہوا۔

اس نہایت اہم تقریب میں پانچ صد پچاس سے زائد غیر احمدی اور غیر مسلم مہمانوں نے شرکت کی۔ ان شامل ہونے والے مہمانوں میں:

☆ Siobhain McDonagh ممبر آف پارلیمنٹ اور احمدیہ مسلم APPG کی چیئرمین

☆ لارڈ طارق احمد منسٹر فار کمیونٹیز

☆ آنریبل جسٹن گریننگ (Hon Justine Greening) ممبر آف پارلیمنٹ و سیکرٹری آف سٹیٹ فار انٹرنیشنل ڈیویلپمنٹ

☆ آنریبل Ed Davey ممبر آف پارلیمنٹ و سیکرٹری آف سٹیٹ فار انرجی اینڈ کلائمیٹ چینج (Secretary of State for Energy and Climate Change)

☆ Magnus MacFarlane-Barrow ایک فلاحی ادارہ Mary's Meals کے سربراہ جن کو اس موقع پر Peace Prize بھی دیا گیا۔

☆ آنریبل Tom Brake ممبر آف پارلیمنٹ اینڈ ڈپٹی لیڈر آف دی ہاؤس آف کامن

☆ آنریبل Mike Freer ممبر آف پارلیمنٹ

☆ آنریبل Stephen Hammond ممبر آف پارلیمنٹ

☆ امجد بشیر صاحب ممبر آف یورپین پارلیمنٹ

☆ محمد اصغر صاحب ممبر آف ویلش اسمبلی

☆ Kevin McDonald آرچ بشپ

☆ مرٹن (Merton)، کرائیڈن (Coroydon)، رشمور (Rushmoor) اور فارنہام (Farnham) کے میئرز بھی تقریب میں شامل تھے۔

علاوہ ازیں Deputy Lord Lieutenants، کونسل لیڈرز، High Sherriff، مختلف سفارتی نمائندگان، آرمی اور پولیس کے افسران، مختلف مذاہب کے نمائندے، تعلیمی اداروں کے پروفیسرز، ڈاکٹرز، وکلاء، انجینئرز، جرنلسٹس، مختلف charities اور NGO's کے نمائندگان اور زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل ہوئے۔

اس تقریب میں برطانیہ کے علاوہ آئرلینڈ، اٹلی، گھانا، سیرالیون، Grenada، انڈیا، فن لینڈ اور نائیجیریا سے بھی نمائندے شامل ہوئے۔

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد بیت الفتوح تشریف آوری ہوئی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ریسیپشن ہال (Reception Hall) تشریف لے گئے جہاں ممبرانِ پارلیمنٹ، سیکرٹری آف سٹیٹ، منسٹرز اور آرچ بشپ حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔

ان سبھی مہمانوں نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت ان سے گفتگو فرمائی۔

سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ طاہر ہال میں تشریف لائے جہاں تمام مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ یوکے نے کی۔ بعد ازاں اس کا انگریزی ترجمہ مکرم Jonathan Butterworth صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا جس میں جماعت کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

☆ **بعد ازاں ممبر پارلیمنٹ Siobhain McDonagh نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوفہ 'آل پارٹیز پارلیمنٹری گروپ فار احمدیہ' کی صدر ہیں۔**

موصوفہ نے اپنے ایڈریس میں جماعتِ احمدیہ برطانیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اس سال جماعتِ احمدیہ کے قیام کو بھی ایک سو پچیس سال پورے ہو رہے ہیں۔ ان سالوں میں اس جماعت نے دنیا میں امن کے قیام کے لیے جو کام کیے ہیں وہ قابلِ ستائش ہیں۔ اس کے بالکل برعکس پاکستان میں ایسے قانون متعارف کروائے گئے جن کے تحت احمدیوں کی پرسیکیوشن کو حکومتی تحفظ حاصل

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں